ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

نگران اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

شمارہ نمبر ۱

قیمت : ڈیڑھ روپیہ

۵ جنوری تا ۱۱ جنوری ۱۹۷۹ء

اتحاد سے نکل جانیوالی جماعتوں کیلئے لمحہ فکریہ

مولانا تقی عثمانی رکن اسلامی نظریاتی کونسل کا اہم انٹرویو

- ملتان کے لیل و نہار
- ایران میں سیاسی بحران
- وفاقی وزیر بلدیات کا دورہ کراچی
- شہر شہر سے
- طلباء کی سرگرمیاں
- دارالعوام اور مسائل

نعت

مجھے حق نے بحمد اللہ یہ اعزاز بخشا ہے
کہ نعتِ مصطفےٰؐ کہنے کا اک انداز بخشا ہے

پئے نعتِ نبیؐ ہفت آسماں کی سیر ہو جائے
تخیّل کو خدا نے شہپرِ پرواز بخشا ہے

عطا اللہ نے ہم کو کیا خیر البشرؐ ہادی
ہمیں خیر الامم کہہ کر عظیم اعزاز بخشا ہے

ودیعت کی گئی ہم کو محبت دینِ قیّم کی
ادھر عشقِ رسول اللہ کا سوز و ساز بخشا ہے

فضیلت مصطفےٰؐ کو دی ہے اک اللہ نے یوں بھی
صحابیؓ جو بھی بخشا ہے بڑا جانباز بخشا ہے

اُدھر فاروقؓ جیسا عادل و ذی فہم و ذی غیرت
اِدھر صدّیقؓ جیسا ہمدم و ہمراز بخشا ہے

شجاعت میں دیا ہے حیدرؓ کرار سا نامی
سخاوت میں ادھر عثمانؓ سا دمساز بخشا ہے

تمنا داد کی نے فخر کوئی نعت گوئی پر
مجھے یہ دل خدا نے بے نیازِ ناز بخشا ہے

علیمؔ اس فخرِ آدمؐ کا ثنا گو ہوں جسے حق نے
نگاہ و قلب کی تسخیر کا اعجاز بخشا ہے

علیم ناصری

موجودہ حکومت سے تعاون

کل پاکستان نظام مصطفیٰ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں مسجد شہداء لاہور میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے عوام پر زور دیا ہے کہ قومی اتحاد سے علیحدہ ہونے والی جماعتوں کا سختی سے احتساب کریں کہ وہ دوبارہ اتحاد میں شامل ہو جائیں مفتی صاحب نے کہا ہے کہ قومی اتحاد نے ملک میں جمہوریت کی بحالی، عام انتخابات کے انعقاد اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے موجودہ حکومت سے تعاون کیا ہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اگر ان مقاصد کو پورا نہ کیا گیا تو قومی اتحاد موجودہ حکومت سے علیحدگی اختیار کر لے گا۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ اگر ۱۲ ربیع الاول کے اعلان میں عمداً تاخیر کی گئی اور اس میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں تو قومی اتحاد حکومت سے تعاون نہیں کرے گا۔

موجودہ مارشل لاء حکومت سے تعاون کے سلسلے میں پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے واضح الفاظ میں قومی اتحاد کی پوزیشن بیان کر دی ہے۔ انہوں نے کھل کر کہا ہے کہ موجودہ حکومت سے ہمارا تعاون جن مقاصد کے لیے ہے اگر وہ پورے نہ ہوئے تو ہم اپنے تعاون سے دستبردار ہو جائیں گے۔ حالیہ وضاحت سے یہ غلط فہمی بھی دور ہو گئی جو دانستہ طور پر بعض جماعتوں کی طرف سے پھیلا جا رہی تھی کہ موجودہ حکومت مکمل طور پر قومی اتحاد کی حکومت ہے اور حکومت کے ہر اقدام کی براہ راست زد قومی اتحاد پر پڑتی ہے۔

مذکورہ جماعتوں کی طرف سے دانستہ عوام کو گمراہ کرنے کی نشاندہی اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ ایک طرف تو یہ جماعتیں یہ پروپیگنڈہ کرتی رہتی ہیں کہ قومی اتحاد کے موجودہ وزراء بے اختیار ہیں اور دوسری طرف ملک میں ہونے والی ہر چھوٹی سے چھوٹی برائی قومی اتحاد کے نام منسوب کرتے نہیں تھکتے۔

خدا جانے ان بزعم خویش رہنمایان ملک وملت کے پیش نظر وہ کون سے مقاصد ہیں جن کی تکمیل کیلئے یہ الٹی گنگا چلانے کا اس زور شور سے اہتمام کیا جا رہا ہے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ کیا الزام تراشی اور اتہام بازی کا نام ہی خدمتِ دین اور خیر خواہئ قوم ہے۔

اگر واقعی یہ لوگ اپنے دعوؤں میں مخلص ہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ یہ مولانا مفتی محمود کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے۔ قومی اتحاد میں دوبارہ شامل ہو جائیں اور مشترکہ مقاصد کے لیے متحدہ قوت کے ساتھ جدوجہد کریں۔ جب بھٹو کے دورِ حکومت میں مشترکہ مقاصد کیلئے شانہ بشانہ جدوجہد کی جا سکتی ہے تو اب کیوں نہیں کی جا سکتی کیا وہ مقاصد پورے ہو گئے ہیں یا اتحاد سے علیحدہ ہونے والی جماعتیں ان مقاصد سے دستبردار ہو گئی ہیں۔ نظر بظاہر یہ جماعتیں ان مقاصد سے دستبردار نہیں۔ چونکہ قومی اتحاد کے منشور سے آج تک ان کی طرف سے اختلاف نہیں کیا گیا۔ پھر نہ جانے وہ کونسی طاقت ہے جو انہیں اتحاد کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لینے میں مانع ہے۔

وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے اگر موجودہ حکومت سے تعاون کر کے اور دباؤ ڈال کر اسلامی نظام کے نفاذ کا مرحلہ طے نہ کرایا گیا تو تاریخ ان عناصر کو کبھی معاف نہیں کرے گی جو اپنے عمل سے اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۱

جمعۃ المبارک ۵ جنوری ۷۹ء - صفر

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

رابطہ کیلئے: ہفت روزہ ترجمانِ اسلام، رنگ محل لاہور-۸

بدل اشتراک

سالانہ	۶۵/- روپے
ششماہی	۳۳/- روپے
سہ ماہی	۱۷/- روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ پچاس پیسے

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاک

مولانا محمود شاہ بنام مولانا نورانی

جمعیت علماءِ پاکستان کے مرکزی صدر صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی نے کہا ہے کہ وہ مولانا شاہ احمد نورانی کی نشری پریس کانفرنس سن کر انتہائی مایوس ہوئے ہیں۔ وہ آبیانے اور مالیانے میں تمیز نہیں رکھتے کیونکہ انہوں نے عشر اور خمس کے بارے میں ایسی باتیں کہی ہیں جن سے تاثر ملتا ہے کہ ان کا مطالعہ غیر واضح ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا:

مولانا نورانی نے فقہ حنفیہ اور فقہ جعفریہ میں تفریق کو درست قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ کاش! مولانا نورانی نے تاریخ کا اسلامی اصولوں کے مطابق مطالعہ کیا ہوتا۔ وہ امام ابو حنیفہؒ کے مکتبۂ فکر سے پوری طرح واقف نہیں ہیں مولانا نورانی کے جمعیت علماءِ پاکستان کے قومی اتحاد سے اخراج کے استدلال کے بارے میں کہا کہ مولانا نورانی نے لوگوں کے حافظہ کا مذاق اڑایا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قومی اتحاد سے جمعیت کی علیحدگی کی وجہ قومی اتحاد کے انتخابات تھے۔ انہوں نے مولانا نورانی سے استفسار کیا ہے کہ انہوں نے مارچ ۷۷ء کے تین مطالبات اور جون ۷۷ء کے بتیس مطالبات تشکیل دیتے وقت "نظامِ مصطفیٰؐ کا نفاذ" کا مطالبہ شامل کیوں نہیں کروایا تھا اور جب فریقین کے مابین سمجھوتہ طے ہوا تھا کیا اس میں نظامِ مصطفیٰؐ کا نفاذ شامل تھا؟ اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی کی مذاکراتی ٹیم کی طرف سے مذاکرات کے دوران جب نظامِ مصطفیٰؐ کے نفاذ کی پیش کش کی گئی تھی تو مولانا نورانی کی نامزد کردہ ٹیم نے اس پیش کش کو رد کر دیا تھا۔ نیز اس وقت کے وزیر اعظم نے ان کو (مولانا شاہ احمد نورانی مولانا مودودی اور مفتی محمود) کو نظامِ مصطفیٰؐ کے نفاذ کی دعوت دی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ جیسے آپ لوگ "نظامِ مصطفیٰؐ" کہیں گے اسے نافذ کرنا میری ذمہ داری ہے تو کسی نے اسے ثانوی مسئلہ قرار دیا تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے مولانا نورانی کے انٹرویو پر کڑی تنقید کرتے ہوئے مزید کہا کہ مولانا نورانی نے اسلام کے پرائیویٹ لاءز اور پبلک لاءز ہی کو نظامِ مصطفیٰؐ قرار دیا اور اسلام کے آئین کے نفاذ کی بات نہیں کی بلکہ اپنے آپ کو ۷۳ء کے مغربی جمہوری آئین کا علمبردار قرار دیا ہے۔ ۷۷ء تک مولانا نورانی اپنی تقریروں میں یہ کہتے رہے ہیں کہ انہوں نے ۷۳ء کے آئین پر دستخط نہیں کئے تھے۔ مولانا نورانی نے اپنے انٹرویو کے دوران یہ بھی کہا کہ اسلام کے پرائیویٹ لاز ملک میں پہلے ہی نافذ ہیں جبکہ موجودہ عائلی قوانین حرام کاری کا باعث ہیں تو مولانا نورانی نے ان کی منسوخی کا مطالبہ کیوں نہیں کیا؟ مولانا نورانی دراصل امریکہ کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لیے اب وہ اسلامی بلاک بناتے بناتے صرف سیٹو میں ہی رہنے پر مصر ہیں۔

مولانا نورانی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ جب اس ملک میں اسلامی ممالک کو متحد کر کے ایک تیسری عالمی طاقت بنانے کی کوششیں کی جا رہی تھیں تو کیا انہوں نے اس وقت اس کی مخالفت نہیں کی تھی؟ کیا وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی مسٹر بھٹو کے دورۂ ہندوستان سے قبل اس کی مخالفت نہیں کی اور کیا ہندوستان نواز کا سیاسی جماعتوں کے ساتھ ان کا الحاق نہیں رہا؟ جنہیں وہ آج انگریز کی چھوڑی ہوئی خرافات کہہ رہے ہیں کہ ان کا اصل مقصد نظامِ مصطفیٰؐ کا نفاذ ہے حالانکہ انہوں نے سہالہ میں کہا تھا کہ ان کا مقصد بھٹو کو اقتدار سے ہٹانا تھا۔

مزید حقیقت یہ ہے کہ سنی کانفرنس میں شریک تمام مشائخ اور علماء مولانا نورانی کی سازشوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ جب میں سنی کانفرنس میں اور مسلم لیگ کی مرکزی کونسل میں پاکستان بنانے کے لیے جدوجہد کر رہا تھا اور اس جرم کی پاداش میں سزائیں بھگت رہا تھا اس وقت نورانی صاحب کہاں تھے۔ اور ان کا کیا مشغلہ تھا؟

(بشکریہ ہفت روزہ کہکشاں لاہور)

راؤ منور احمد خاں

کارکردگی و جائزہ رپورٹ

جمعیت علمائے اسلام، ضلع لاہور

نوٹ :- ادارہ ہفت روزہ ترجمان اسلام نے گذشتہ شماروں میں اعلان کیا تھا کہ ہر ضلع سے ذمہ دار جماعتی شخصیت کا انٹرویو ضلع میں جماعتی کارکردگی۔ کام کی رفتار اور علاقہ کے اہم مسائل پر لیا جائے گا۔ اب اس پروگرام کو بعض وجوہات کی بنا پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔ (انٹرویو صرف مرکزی اور صوبائی قائدین کے لئے جائیں گے)۔ اب اس کی جگہ ضلع میں جماعت کی پوزیشن اور کام کی رفتار کے بارے میں مجموعی طور پر جائزہ رپورٹ لکھی جائے گی اور یہ سلسلہ ہر ہفتہ انشاء اللہ باقاعدگی سے جاری رہے گا۔ اس شمارہ میں ضلع لاہور کی جائزہ رپورٹ نذر قارئین ہے۔

(ادارہ)

۱/۲- لاہور میں جمعیۃ کا آغاز ۵۶ء سے ہی ہوا۔ جب جمعیۃ کی تشکیل نو ہوئی۔ جمعیت کے موسس ثانی اور پہلے امیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ لاہور میں تشریف فرما تھے۔ اس کے ناظم اول مولانا غلام غوث ہزاروی کا زیادہ وقت یہاں گزرتا تھا۔ آپ کے علاوہ مولانا محمد اجمل، مولانا سید حامد میاں

مولانا محمد ابراہیم، مولانا محمد اسحاق، غازی خدا بخش مرحوم، میاں عبدالرحمٰن مرحوم جیسے حضرات اس قافلہ میں پیش پیش تھے جبکہ اور ان گنت حضرات شامل تھے جن کے نام طوالت کے پیش نظر لکھنے مشکل ہیں۔

۳- اس وقت جمعیت لاہور کے عہدیدار یہ ہیں :

امیر، ملک شیر محمد۔ نائب امراء، مولانا مخدوم منظور احمد۔ میاں محمد حنیف، جنرل سیکرٹری مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی۔ نظماء، حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ، حافظ غلام مرتضیٰ۔ خازن حکیم محمد انور۔ نشریاتی کمیٹی، میاں عبدالرحمٰن، مولانا اللہ داد، سالار۔ مولانا عبدالحئی، مالیاتی کمیٹی، خواجہ محمد نعیم، ظہور صاحب انارکلی، شیخ عبدالرحمٰن لنڈا بازار ان کے علاوہ قاری نور محمد جیا موسیٰ۔ مستری سراج دین، لاجپت نگر۔ مولانا محمد ابراھیم دھرمپورہ۔ ڈاکٹر عبدالرشید صاحب باغبانپورہ، میاں محمد صادق صاحب۔ مولوی سیف الدین صاحب گلبرگ۔ مولوی محمد حنیف صاحب، حافظ .... صاحب قینچی امرسدھو۔ مولانا شاہ محمد علامہ نذیر احمد رحمان پورہ۔ انصاری صاحب مہاجر آباد۔ شیخ محمد شریف، ارشاد انصاری انارکلی۔ عبدالمالک صاحب اندرون لوہاری۔ فضل الٰہی صاحب، حافظ دین محمد صاحب۔ محمد اشرف صاحب۔ بھائی افضل صاحب، اصغر علی صاحب۔ مولوی مقبول الرحمٰن انصاری اور فقیر محمد صاحب اندرون لوہاری۔ قاری عبدالحمید صاحب شاہ جمال، مولوی عبدالرؤف صاحب فاروقی قلعہ لچھمن سنگھ، ملک عبدالرؤف صاحب آسٹریلیا بلڈنگ۔ مولوی بشیر محمد صاحب کریم پارک۔ جاوید صاحب بھاٹی دروازہ۔ مولوی انتظار حسین و عبدالحفیظ بھیروی کرشن نگر۔ رحمان بخش صاحب شاہ عالم مارکیٹ حافظ عبدالواحد صاحب مصری شاہ۔ محمد ذوالقرنین صاحب، عبدالوحید صاحب فاروق گنج۔ مولانا حمید الرحمٰن، عبدالحمید صاحب بٹ، عبدالحفیظ بٹ، قاری نور محمد آسٹریلیا بلڈنگ

چودھری ریاض صاحب اور منظور گوندل ایڈووکیٹ جیسے سینکڑوں محنتی اور مخلص ورکر ہیں جو شہر بھر میں مصروف عمل ہیں۔ ادھر لاہور کی نواحی آبادیوں میں مولانا ابوالمظفر ظفر احمد صاحب اور محمد حنیف صاحب جیسے حضرات جماعت کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

۴- اس وقت ضلع لاہور، شہر، چھاؤنی اور ملحقہ آبادیوں پر مشتمل ہے۔ شہر میں کارپوریشن کے اعتبار سے ۶۲ وارڈ ہیں۔ ہر وارڈ میں شاخیں موجود ہیں۔ بعض مقامات پر انتہائی فعال اور بعض مقامات پر متوسط۔ چونکہ آجکل جدید ممبر سازی کا کام ہو رہا ہے اس لیے یقین ہے کہ جب یہ مرحلہ پورا ہو گا تو پورے علاقہ میں جہاں کام کسی وجہ سے نرم ہے، انتہا کو پہنچ جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵- جمعیت علمائے اسلام کو جس قسم کے ایثار پیشہ اور مخلص ورکر نصیب ہیں ان کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ملک کے باقی حصوں کی طرح لاہور میں بھی الحمدللہ

ایسے حضرات وافر تعداد میں موجود ہیں جو مالی و جانی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ پچھلے دور میں جو تحریکیں برپا ہوئیں ان میں پہلی تحریک بحالیٔ جمہوریت کی تھی جو سنہ ۶۳ء میں برپا ہوئی، جب ملک غلام مصطفےٰ کھر جیسا رسوائے زمانہ انسان گورنر تھا۔ اس موقعہ پر جمعیت اور اس کے ساتھ ساتھ جمعیۃ طلبۂ اسلام کے جیالے کارکنوں نے روایتی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ میاں عبدالرحمٰن مرحوم، حکیم محمد انور، مولوی شبیر محمد جیسے حضرات کی اس موقعہ پر قربانیاں ایک یادگار رہیں۔ تحریک ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء میں تحریک کا مرکز شیرانوالہ دروازہ تھا۔ اس مرحلہ پر گرفتاریاں تو ہوئی نہیں، جلسے ہوتے تھے جنہیں مولانا عبیداللہ انور اور مولانا محمد اجمل، مولانا محمد ابراہیم کے ساتھ جماعتی ورکر ملک عبدالرؤف صاحب اور مولانا عبدالرؤف صاحب فاروقی جیسے حضرات کی محنت کے اپنے بیگانے سب معترف ہیں۔

پھر تحریک نظامِ مصطفےٰ کا دور آیا جس کا پورا ریکارڈ موجود ہے۔ فوری طور پر تنگیٔ وقت کے پیشِ نظر اس کی نقل مشکل ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہماری جماعتی مساجد اکثر و بیشتر اس کا مرکز تھیں۔ طے شدہ اصولوں کے مطابق ہر روز ہر جماعت کو ایک ورکر دینا تھا، لیکن اکثر و بیشتر ایسا ہوتا کہ دوسری جماعتوں کا کوٹہ ہمیں پورا کرنا پڑتا اور بعض جماعتیں جن کا شور و ہنگامہ بہت ہے ان کی پروگریس صفر ہوتی حتیٰ کہ جب تحریک اپنے انجام کو پہنچی تو ہمارے اس شعبہ کے انچارج مولانا حمید الرحمٰن عباسی کے پاس ورکروں کی ایک فہرست موجود تھی جو گرفتار ہونا چاہتے تھے۔ اس مرحلہ پر جن لوگوں نے بطورِ خاص جراٴت مندی کا مظاہرہ کیا ان میں حضرت مولانا عبیداللہ انور، مولانا محمد اجمل، مولانا محمد اسحٰق، قاری عبدالحمید، مولانا عبدالرؤف فاروقی، حافظ غلام مرتضیٰ وغیرہ شامل ہیں۔

۶۔ قومی اتحاد کی شہری تنظیم میں جمعیت کے امیر ملک شیر محمد صاحب نائب صدر ہیں جبکہ ضلعی تنظیم دو ایک جماعتوں کی ملی بھگت سے معرضِ وجود میں آئی جسے ہمارے احتجاج پر صوبائی اتحاد نے مسترد کر دیا۔ قومی اتحاد کا کوئی اجتماعی پروگرام ہو اس میں جماعتی ورکروں اور رہنماؤں کا پیش پیش ہونا ایک واضح حقیقت ہے۔

۷۔ جہاں تک ضلع میں جمعیت کی پوزیشن کا تعلق ہے، پچھلے سوالات سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس شہر میں جماعت کو بڑے کٹھن اور مشکل حالات سے دوچار ہونا پڑا . . . مختلف النوع مشکلات اب بھی ہیں، لیکن اللہ کا فضل ہے کہ پچھلے ہر دور کے مقابلہ میں آج کل صورتِ حال بہت بہتر ہے، جس کے متعلق جمعیت کے مرکزی ناظم عمومی مولانا مفتی محمود نے بھی گواہی دی ہے جیسا کہ ہفت روزہ ترجمانِ اسلام میں چھپ چکا ہے۔

مسائل

مسائل کے اعتبار سے یہ شہر پوری طرح زد میں ہے۔ ٹوٹی ہوئی سڑکیں، شکستہ گلیاں اور نالیاں۔ ٹرانسپورٹ کا مسئلہ، تعلیم کے ناقص اور نامکمل انتظامات اور اس قسم کی چیزوں نے ازحد پریشانیاں پیدا کر رکھی ہیں۔ جن کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

جمعیت کے مرکزی وزیر خان محمد زمان خان صاحب اچکزئی نے پچھلے مختصر عرصہ میں لاہور کے متعدد دورے کیے اور ایک دورہ میں تو انہوں نے ازحد مقامات پر باقاعدہ اپنے ہاتھوں سے اینٹیں لگا کر گلیوں وغیرہ کی تعمیر و مرمت میں حصہ لیا، جس کی وجہ سے شہر میں ایک خوشگوار ردِ عمل ہوا اور عام لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اپنی مدد آپ کے تحت کام کرنے سے بڑے بڑے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

جمعیت علماءِ اسلام کے آرگن ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور کی اشاعت میں اضافہ کا رجحان بھی جماعتی احباب میں پایا جاتا ہے اگر ساتھیوں نے اس سمت میں کام کیا تو ترجمان اسلام کی اشاعت میں سہ چند اضافہ ہو سکتا ہے اس طرح سے جماعتی پروگرام کی بھی اشاعت ہوگی اور علاقائی کارکردگی بھی سامنے آئے گی۔

محمد جمیل خان

اسلامی نظریاتی کونسل قوانین تعزیرات اور سود کے خاتمہ کی ابتدائی شکل کو مسودات قانون کی صورت میں مکمل کر چکی ہے

مولانا محمد تقی عثمانی مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن اور دارالعلوم کراچی کے نائب مہتمم اور رسالہ "البلاغ" کے مدیر ہیں۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ آپ نے ایل ایل بی اور ایم اے عربی بھی کیا ہے۔ امریکہ، انگلینڈ، سعودی عرب اور مصر اور پاکستان میں اسلامی کانفرنسوں میں متعدد بار پاکستان کی نمائندگی کر چکے ہیں ان سے اسلامی نظریاتی کونسل کے کام اور موجودہ حالات کے متعلق گفتگو کی گئی جو کہ ہدیہ قارئین ہیں۔

سوال:۔ اس وقت تک آپ کی اسلامی نظریاتی کونسل نے کتنا کام کیا ہے اور کتنے قوانین کو اسلامی ڈھانچہ میں مرتب کر لیا ہے۔

جواب:۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے اصل میں کئی نوعیت کے کام ہیں۔ (۱) معاشرہ کو اسلامی ڈھانچہ میں ڈھالنے کے لئے عمومی سفارشات مرتب کرنا جن میں معاشرہ کے لئے دینی اصلاحات نافذ کرنے کا طریقہ کار واضح کیا گیا ہو، اور دوسرا اہم کام مسودات قانون مرتب کرنے کا ہے۔ مسودات قانون مرتب کرنا دستوری طور پر اس کی ذمہ داری نہیں بلکہ دستوری ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ اسلام کے ان اوامر اور نواہی کو موزوں انداز میں مرتب کرے جن کو قانونی حیثیت دینی ضروری ہے لیکن چونکہ وقت کم تھا اس لئے اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ ذمہ داری بھی از خود اپنے اوپر عائد کر لی۔ اب تک اسلامی نظریاتی کونسل نے دونوں دائروں میں حتی الوسع کام کیا ہے چنانچہ اس کی سفارشات کا ایک بڑا حصہ وہ ہے جو اصلاح معاشرہ کی عام تجاویز سے متعلق ہے اور دوسرا حصہ مسودات قانون سے متعلق ہے۔ اس میں جو مسودات اب تک آخری شکل پا چکے ہیں ان پر تمام حدود شرعیہ یعنی چوری۔ ڈکیتی۔ زنا۔ زنا بالجبر شراب نوشی۔ حد قذف (تہمت زنا) کے مسودات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انسداد عریانی و فحاشی اور اسلام کے قانون نفقات کے مسودات بھی ہیں۔ مصالحتی بورڈ کے قوانین کا مسودہ۔ نیز احترام رمضان کا مسودہ بھی پیش کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے مفصل سفارشات بھی تیار کر کے بھیجی جا چکی ہیں اور زکوٰۃ اور عشر اور غیر سودی معیشت کے قیام کے سلسلہ میں ابتدائی رپورٹیں بھی کونسل کی طرف سے مکمل کی جا چکی ہیں۔ زکوٰۃ اور عشر کی رپورٹ تو کونسل کی حد تک مکمل اور جامع ہے البتہ غیر سودی معیشت کے سلسلہ میں ابتدائی اقدامات کے طور پر صرف این۔ آئی۔ ٹی (N.I.T)، آئی۔ سی۔ پی (I.C.P) ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن اور ملازمین کے قرضوں سے متعلق پیش کی جا چکی ہیں اور باقی کام اسلامی کونسل کا مقرر کردہ ماہرین معاشیات کا پینل انجام دے رہا ہے۔

سوال:۔ عدالتی قوانین کو اسلامی قوانین میں بدلنے کے لئے اب تک کیا کام کیا گیا۔

جواب:۔ عدالتی ضوابط کے دو حصے ہو سکتے ہیں۔ قانون شہادت اور ضابطۂ دیوانی و فوجداری۔ جہاں تک قانون شہادت کا تعلق ہے اس کے لئے شہادت برائے حدود و تعزیرات کے جو اسلامی قوانین تھے ان کو حدود کے مسودات میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اب آئندہ عدالتیں ان جرائم میں ان شہادت کے قوانین کے تحت فیصلے کیا کریں گی جہاں تک طریق کار سماعت اور دیگر ضوابط عدالت کا تعلق ہے وہ ابھی زیر غور نہیں آسکے۔ اس کے لئے سب سے پہلے تمام مروجہ قوانین کو دیکھنا

ہوگا اور اس کے بعد ان میں ترامیم کرا ناہوں گی۔

سوال:- کیا آپ نظریاتی کونسل کے کام سے مطمئن ہیں؟

جواب:- سو فیصد اطمینان تو موجودہ حالات میں کسی بھی کام سے ہونا مشکل ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی اگر میں اس سے قطعی غیر مطمئن ہوتا تو پھر اس میں شمولیت کا سوال بھی نہیں ہوتا اور اب تک مستعفی ہو چکا ہوتا۔

سوال:- بعض لوگوں کے نزدیک اسلامی نظریاتی کونسل قوم پر ایک بوجھ ہے اور اس نے کوئی خاص کام انجام نہیں دیا۔ اتنا ہی کام سابقہ کونسل نے بھی انجام دیا تھا۔

جواب:- میں یہ تو نہیں کہہ سکتا

حکومت کے سپرد کردے، اور حکومت ان کو نافذ کرنے کے لئے متعلقہ محکموں کو ارسال کردے۔

دوسرے قرآن وسنت کی روشنی میں قوانین کی تدوین بڑا ہی نازک، مشکل اور محنت طلب کام ہے۔ اس کی نزاکت اور مشکلات کا اندازہ اس بات سے فرمایئے کہ خلافت عثمانیہ ترکی نے جو مجموعۂ قوانین "مجلۃ الاحکام العدلیۃ" کے نام سے مرتب کیا ہے اس کی تدوین میں متبحر علماء کی ایک جماعت آٹھ سال مسلسل مصروف رہی ہے اور آٹھ سال کے بعد یہ مجموعہ تیار ہوا جو صرف مدنی قوانین پر مشتمل ہے۔ شخصی اور تعزیری قوانین اس میں بھی شامل نہیں۔ حالانکہ جس وقت یہ کتاب مدون کی جا رہی تھی اس وقت فقہ کی بڑی بڑی ضخیم

ماہرین قانون، ماہرین معاشیات، ماہرین انتظامیات اور علماء میں ہر مکتب فکر کے نمائندہ حضرات موجود ہیں لہٰذا اختلاف آراء بھی ناگزیر ہے اور پھر اس اختلاف آراء کے بعد کسی متفقہ فارمولے کی ترتیب بھی کچھ وقت چاہتی ہے۔

اگر اس نقطۂ نظر سے غور کریں تو کونسل اب تک سال بھر میں جتنے مسودات قانون اور جتنی رپورٹیں تیار کر سکی ہے وہ ماضی کے مقابلے میں ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے کیونکہ اس سے پہلے کونسل کی طرف سے جو سفارشات پیش کی جاتی رہی ہیں وہ عام طور سے عمومی نوعیت کی تھیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی باقاعدہ مسودہ قانون تیار نہیں ہو سکا تھا۔

گھر میں بچوں اور شوہر کا کھانا پکانا ذلت اور ہوٹلوں اور ہوائی جہازوں میں اجنبی مردوں کی خدمت بجا لانا عزت اور آزادی ہے

کہ کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے جتنا کام کونسل کو کرنا چاہئے تھا وہ اتنا انجام دے چکی ہے لیکن دیانت داری کے ساتھ میں اس خیال کو بھی بڑا ظلم سمجھتا ہوں کہ اس نے کچھ کام نہیں کیا۔ دراصل اسلامی کونسل کے بارے میں اس غلط فہمی کا اصل سبب یہ ہے کہ عام طور سے لوگوں کو نہ اس کے فرائض منصبی اور اس کے دائرہ اختیار کا علم ہے اور نہ اس کے کام کی صحیح نوعیت معلوم ہے۔ مثلاً بعض حضرات تو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی کونسل کو اپنی سفارشات کی تنفید کے اختیارات بھی مل گئے ہیں لہٰذا جب وہ اس سطح پر کوئی عملی تبدیلی نہیں دیکھتے تو کونسل پر اعتراض کرتے ہیں، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی کونسل شروع سے ایک مشاورتی ادارہ ہے۔ اس کو اپنی کسی سفارش کی تنفید کا نہ اختیار ہے اور نہ اس کے وسائل اس کے پاس موجود ہیں۔ اس کا کام یہ ہے کہ وہ اپنی سفارشات کو زیادہ سے زیادہ قابل عمل شکل میں مرتب کر کے

کتابیں موجود تھیں، لیکن ہر دور کے کچھ اپنے مسائل ہوتے ہیں اور ان مسائل کے حل میں وقت لگتا ہے اس لئے ایسے متبحر علماء کی جماعت جو تمام تر ہم خیال افراد پر مشتمل تھی اور ایک ہی مکتب فکر سے وابستہ تھی، آٹھ سال میں مجلہ کی تکمیل کرائی تھی۔

ہم جس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں اس میں صنعتی انقلاب نے زندگی کی کایا پلٹ کر دی ہے اور اس میں ایسے پیچیدہ مسائل پیدا ہو گئے ہیں جو پہلے موجود نہیں تھے اور جن کا صریح جواب فقہ کی مروجہ کتابوں میں موجود نہیں، اس لئے ان مسائل کا حل قرآن وسنت اور فقہاء کرامؒ ہی کے بیان کردہ اصولوں کی روشنی میں تلاش کرنا اور پھر اس کو موزوں انداز میں مرتب کرنا اور قانونی شکل دینا ایک بڑا محنت طلب کام ہے، بالخصوص جبکہ کونسل مختلف مکاتب فکر اور طبقہ ہائے خیال کے حضرات موجود ہیں، ان میں

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میرے نزدیک کونسل کی رفتار کار بالکل صحیح ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس رفتار میں مزید اضافہ ہونا چاہیئے اور اس کے طریق کار میں مزید اصلاحات کی ضرورت ہے جن کے اظہار کی موزوں تر جگہ خود کونسل ہی ہے، لیکن یہ کہنا میری نظر میں بڑا ظلم ہو گا کہ اب تک کونسل نے کوئی کام نہیں کیا۔

سوال:- اسلامی نظریاتی کونسل کی موجودگی میں شریعت بنچ کے قیام کی کیا ضرورت تھی۔ اسلامی نظریاتی کونسل ہی ہر قانون کے بارے میں اسلامی اور غیر اسلامی کا فیصلہ کر سکتی تھی؟

جواب:- فی نفسہ اسلامی نظریاتی کونسل کے باوجود شریعت بنچ کی مستقل ضرورت ہے اور اگر شریعت بنچ صحیح طور پر قائم ہو تو اس کا الگ فائدہ ہے۔ دونوں کے دائرہ کار مختلف ہیں۔ اسلامی کونسل کے سپرد یہ کام ہے کہ وہ ملک کے تمام مروجہ قوانین کا جائزہ لے کر ان میں ایسی ترامیم

تجویز کرے جو انہیں قرآن وسنت کے مطابق بنا سکیں۔

نیز جو قوانین شریعت ابھی تک کسی شکل میں نافذ نہیں ہوئے ہیں ان کو باقاعدہ قانونی صورت دے۔ اس وقت جو قوانین ملک میں نافذ ہیں وہ پاکستان کوڈ کی صورت میں ایک درجن سے زائد ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ہر قانون کی ایک ایک سطر طویل غور و فکر کی محتاج ہے کیونکہ قانون میں صرف لفظ ہی کی نہیں پنکچوئیشن (PUNCTUATION) کی معمولی تبدیلی بھی مفہوم کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے اور اس کی وجہ سے مقدمات میں زمین و آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے لہذا ان تمام قوانین پر نظر ثانی غور و فکر اور ان کو ترمیم کرنے کے لئے کسی متفقہ فارمولے کی تلاش ایک ایسا کام ہے جس کی تکمیل بہت زیادہ وقت چاہتی ہے۔ یہاں یہ عرض کر دینا بے جا نہ ہو گا کہ ان سینکڑوں قوانین میں سے اگر ایک قانون مثلاً مجموعہ تعزیرات پاکستان کو لے لیں تو اس کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہ چند سو دفعات پر مشتمل قانون آٹھ سال میں تیار ہوا۔ یہی حال دوسرے قوانین کا ہے۔ اب اگر ان قوانین کو تبدیل کیا جائے گا تو وہ بھی ایک طویل وقت چاہے گا۔ لہذا کونسل کے کام کی تکمیل جلد ممکن نظر نہیں آتی۔ اب ایک صورت تو یہ ہے کہ جب تک یہ تمام قوانین نوک پلک کی درستی کے ساتھ مکمل طور پر تبدیل نہ ہوں اس وقت تک شریعت کے نفاذ کو ملتوی کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت نہ تو مناسب ہے اور نہ ہی قوم کی امنگوں کے مطابق کہ اتنے طویل عرصے تک ان پر انگریزی قوانین مسلط رہیں۔ لہذا اس کے لئے مناسب صورت یہی ہے کہ ایک طرف اسلامی کونسل اسلامی قوانین کی تدوین اور موجودہ قوانین پر نظر ثانی کرتی رہے اور دوسری طرف شریعت بنچ کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ اپنے ذرائع معلومات کے مطابق فیصلے ابھی سے شریعت کے مطابق انجام دینے شروع کر دے اور جو قوانین شریعت کے خلاف پائیں اسے کالعدم قرار دے دیں۔ اس طرح قوانین کی تطہیر کے لئے دو طرفہ کام ہو گا۔ ایک طرف کونسل اسلامی قوانین مدوّن کر کے دیتی رہے گی دوسری طرف شریعت بنچ حسب ضرورت قوانین میں قرآن وسنت کے مطابق ترامیم کرتی رہے گی۔ اس کے علاوہ شریعت بنچ اور اسلامی نظریاتی کونسل میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ اسلامی کونسل ایک مشاورتی ادارہ ہے جس کی سفارشات کو قبول کرنا حکومت کی اخلاقی ذمہ داری تو ہے لیکن دستوری طور پر حکومت اس کی پابند نہیں۔ اس کے برخلاف شریعت بنچ ایک فیصلہ کن ادارہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کا فیصلہ حکومت کے لئے واجب التسلیم ہے لہذا اگر کسی وقت اسلامی نظریاتی کونسل کی کسی سفارش کو قبول نہ کیا جائے یا اس کی سفارشات کے خلاف کوئی قانون بنایا جائے یا اسلامی نظریاتی کونسل از خود غلطی کرے اور کوئی خلاف شریعت قانون مرتب کرے تو اس صورت میں مسلمانوں کے پاس ایک چارہ کار ایسا ہونا چاہیئے جس کے ذریعے قانون کو نافذ یا تبدیل کرا سکیں۔ اس غرض کے لئے شریعت بنچ ایک ناگزیر ادارہ ہے۔ البتہ شریعت بنچ کی ذمہ داری اسلامی کونسل سے بھی زیادہ نازک ہے اور اس کی مثال دو دھاری تلوار کی سی ہے اور اس کا فیصلہ واجب التسلیم بھی ہے۔ اس لئے اس میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس کے لئے ایسے افراد کا تقرر کیا جائے جو قرآن وسنت کے علوم پر گہری نظر رکھتے ہوں اور جنہیں تمام متعلقہ علوم پر مکمل دسترس حاصل ہو۔ اسی لئے ہم لوگ یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ اس کے ارکان میں ایسے مستند فقہاء اور علماء کرام ہونے چاہئیں جن کی عمریں اسلام اور اس کے علوم کی تحصیل میں خرچ ہوئی ہوں ورنہ یہی شریعت بنچ جہاں اسلام نافذ کرنے کے لئے ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہے وہاں اس سے اسلام کو شدید نقصان پہنچنے کا بھی اندیشہ ہے کیونکہ کوئی بھی ادارہ اپنی ذات میں خواہ کتنا ہی فائدہ مند اور مفید ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر اس کے رجال کار (ارکان) اس کے مفوضہ کام کے کما حقہ اہل نہیں ہیں تو وہ بجائے مفید ہونے کے الٹا مضر ثابت ہوتا ہے موجودہ جج صاحبان مروجہ قوانین میں خواہ کتنی مہارت رکھتے ہوں لیکن جہاں تک قرآن اور سنت کے علوم کا تعلق ہے انہیں حاصل کرنے کے لئے انہوں نے کوئی قابلِ ذکر تربیت نہیں لی۔ اس لئے ایک طرف تو یہ ضروری ہے کہ ایک ایسی جوڈیشیل اکیڈیمی قائم کی جائے جس میں موجودہ جج صاحبان کو عربی زبان اور اسلامی علوم بالخصوص فقہ و قضا کی تربیت دی جائے اور دوسری طرف یہ ضروری ہے کہ جب تک ایسے تربیت یافتہ جج صاحبان تیار نہ ہوں شریعت بنچ میں مستند فقہا کو فیصلہ کن حیثیت میں شامل کیا جائے۔

سوال :۔ آپ کے خیال میں اسلامی نظام کی راہ میں رکاوٹ کیا ہے ؟

جواب :۔ میرے خیال میں اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ مرعوب ذہنیت ہے جو مغربی افکار سے اس درجہ مسموم ہو چکی ہے کہ اس کو کوئی بھی ایسی بات قابلِ عمل یا پسندیدہ نظر نہیں آتی جس پر مغربی ماہرین و مفکرین کی مہر تصدیق ثبت نہ ہو۔ یہ مغرب زدہ ذہنیت مغرب کے بنائے ہوئے دائروں سے نکل کر اپنے مسائل کو سوچنے و سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ چنانچہ ہر وہ تجویز جس میں مغربی طرز زندگی سے کوئی انحراف برتا گیا ہو اس طبقہ

مرد کے عیّار ذہن نے اپنی خواہشات کی تسکین کے لئے
عورت کو ائیر ہوسٹس، ویٹرس اور ماڈل گرل بنا دیا۔

کو ناگوار اور ناقابلِ عمل نظر آتی ہے اور چونکہ ہماری شامت اعمال سے یہی ذہنیت فیصلہ کن مناصب پر فائز ہے اس لئے وہ قدم قدم پر اصلاح کی ہر تجویز میں دانستہ یا نادانستہ رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔

سوال:- اسلامی نظام معیشت کے قیام کی صورت میں کیا ہم موجودہ معاشی بدحالی کو ختم کر کے ہر طبقہ زندگی کو مطمئن کر سکیں گے۔

جواب:- اس سوال کا جواب تو بہت تفصیل چاہتا ہے۔ مختصراً اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلام نے معاشی خوشحالی کے پیدا کرنے کے لئے مختلف طریقہ کار اختیار کئے ہیں —

سرمایہ دارانہ نظام میں معاشی بدحالی کی بنیادی وجہ یہ ہوئی ہے کہ حصول دولت کے بڑے بڑے ذرائع پر دولت مند طبقے کا قبضہ ہو گیا ہے اور وہ طبقہ چھوٹے تاجروں اور کم ذرائع آمدنی والے طبقے کو اپنے دائرہ میں داخل ہونے سے مختلف انداز سے روکتا ہے۔ دوسری طرف دولت مند افراد اپنی تمام دولت کا بالکلیۃ اپنے آپ کو مالک سمجھتے ہیں اس لئے ان کی دولت کا کوئی حصہ لازمی طور پر کم آمدنی والے طبقہ کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ ان کی ذرائع آمدنی پر کوئی پابندی نہیں اور انکا خرچ اپنی ذات ہی تک محدود ہے۔ اسلام نے ہمیں جو معاشی نظام عطا کیا ہے اس میں دونوں پہلوؤں کی رعایت کی گئی ہے — ایک طرف اس نے حصول دولت کے ذرائع میں حرام اور حلال کی تفریق کر کے اکتناز دولت کے (دولت جمع کرنے کے) راستے روک دیئے ہیں مثلاً موجودہ دور میں سرمایہ داروں کی آمدنی کے بہت بڑے ذرائع سود، قمار (جوا) اور سٹہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ اسلام نے ان ذرائع آمدنی کو حرام قرار دے کر دولت کا بہاؤ نچلے طبقے کی طرف کر دیا۔ دوسری طرف دولتمند فرد پر زکوٰۃ، عشر، نفقات اور صدقات کے احکام عائد کر کے اس کی حلال آمدنی کا بھی ایک قابلِ لحاظ حصہ کم آمدنی والے طبقہ میں تقسیم کرنے کا سالانہ سلسلہ قائم کیا۔ اب اگر ہم اپنی موجودہ معیشت کو غیر سودی بنیادوں پر چلائیں اور بنکوں کے نظام کو "شرکت" اور "مضاربت" کے اصول پر چلائیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بڑے بڑے سرمایہ داروں کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ بنک کے واسطہ سے عوام تک پہنچے گا اور اس سے سرمایہ داروں کی آمدنی کم اور بنک کے امانت داروں کی آمدنی موجودہ حالات کے مقابلہ میں زیادہ ہوگی جس کے دور رس اثرات یہ ہوں گے کہ بازاروں اور منڈیوں پر سرمایہ داروں کی اجارہ داری میں کمی آئے گی۔ اس کے علاوہ اسلام نے ان تمام ذرائع کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے جنکی بدولت اجارہ داری قائم ہو چنانچہ کارٹل (CARTAL) قسم کے جو معاہدات موجودہ سرمایہ داروں کے درمیان ہوتے ہیں وہ شریعت کے بالکل خلاف ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام کا اصل رجحان آزاد تجارت کی طرف ہے اور اس کا اصل منشاء یہ ہے کہ بازار میں مسابقت (مقابلہ بازی) پیدا ہو۔ اجارہ داریاں ٹوٹیں۔ چھوٹے تاجر میدان میں آئیں جسکا لازمی نتیجہ عام ارزانی کی صورت میں نکلے گا اور جس سے دولت کے ایک جگہ جمع ہونے کا رجحان اختیار نہیں ہو سکے گا۔ ہمارے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر کسی ایک جنس کے تاجر باہم معاہدہ کر کے قیمتیں مقرر کریں تو حکومت بزور قانون اس معاہدہ کو توڑ سکتی ہے اور اس کا منشاء یہی ہے کہ اشیاء کی قیمتیں اجارہ داری کی بنیاد پر مقرر نہ ہوں بلکہ رسد و طلب کی فطری قوتوں کی بنیاد پر قیمتوں کا تعین کھلے بازار میں ہو۔ اس طرح اسلام نے آڑھتیوں دلالوں اور دوسرے درمیانی آدمیوں (MIDDLE MEN) کے واسطے کی بعض جگہ ہمت شکنی ہے اور بعض جگہ اس کو صراحتاً ناجائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

"کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے"۔

اس ارشاد کا مقصد بھی یہی ہے کہ درمیانی واسطوں کی مداخلت سے گرانی پیدا نہ ہو اور رسد و طلب کی فطری قوتوں کو آزادی کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملے۔ لہٰذا اگر حرمت سود اور قمار کے احکام عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ اجارہ داریاں توڑنے کے لئے اسلام کے جملہ احکام پر عمل کیا جائے تو دولت کا بہاؤ سرمایہ داروں کی بجائے عوام کی طرف ہو سکتا ہے اور اس کے بعد بھی کسی انسان کے پاس اس کی ضروریات سے زائد رقم جمع ہو جائے تو اس کو ایک حق واجب کے طور پر زکوٰۃ، عشر وغیرہ کے ذریعے غرباء تک پہنچانا اسلام نے ضروری قرار دیا ہے۔ اگر پاکستان میں زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا شرعی اصول کے مطابق صحیح انتظام ہو تو ایک محتاط اندازہ کے مطابق تقریباً چار ارب روپے سالانہ غرباء تک پہنچیں گے اور اگر اتنی خطیر رقم ہر سال غریبوں کی بہبود پر دیانت داری سے استعمال ہوتی رہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس سے افلاس کو دور کرنے اور معاشی خوشحالی پیدا کرنے میں کتنی مدد ملے گی۔

سوال:- موجودہ ماڈرن طبقہ اسلام سے دور ہو گیا ہے اس کو ہم اسلام سے کس طرح قریب لا کر مطمئن کر سکیں گے؟

جواب:- کسی بھی طبقہ کو جو اسلام سے دور ہو گیا ہے قریب لانے اور اس کے احکام پر مطمئن کرنے کے دو راستے ہیں۔ ایک

اسلامی نظام معیشت میں غریب اور امیر دونوں طبقوں کی مکمل رعایت کی گئی ہے۔ امیر کو حرام دولت کے کمانے اور غریب کا حق غصب کرنے سے روکا گیا ہے اور غریب کو کام چوری سے منع کیا گیا ہے۔

راستہ تو یہ ہے کہ عقلی اور فکری طور پر اس کو اسلام کی تعلیمات کی خوبیاں سمجھائی جائیں اور اس کا فلسفہ اس کے ذہن نشین کرایا جائے اور دوسرا راستہ یہ ہے کہ اس کے دل میں اسلام کی حقانیت اور خدا اور رسول کی عظمت اور محبت اور فکر آخرت کی آبیاری کی جائے۔ میری رائے میں پہلا راستہ دیرطلب ہے البتہ دوسرا راستہ مختصر بھی ہے اور زیادہ موثر بھی۔ جہاں تک عقلی فلسفوں کا تعلق ہے اس پہلو سے تقریر و تحریر کے ذریعے کافی کام ہو چکا ہے اور ایک منصف مزاج انسانؐ کے لئے اتنا مواد منظرِ عام پر آ چکا ہے کہ جو اسے ذہنی اور عقلی طور پر مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے لیکن دراصل میرے نزدیک موجودہ معاشرہ کا اصل مسئلہ عقلی طور پر قائل ہونے کا نہیں بلکہ طبعی میلان کا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص عقلی طور پر کسی چیز کی حقانیت کا قائل ہے لیکن اس کی طبیعت اور اس کی خواہشات اسے قبول نہیں کرتیں۔ مثال کے طور پر آج کتنے افراد ایسے ہیں جو جھوٹ، رشوت، ملاوٹ اور دوسری معاشرتی بدعنوانیوں کو عقلی طور پر برا نہیں سمجھتے ہوں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ چیزیں اخلاقی، قانونی، شرعی کسی بھی اعتبار سے جائز نہیں۔ اس کے باوجود لوگ ان چیزوں کو نہیں چھوڑتے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ عقلاً اس کو برا نہیں سمجھتے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات کے آگے مجبور ہیں۔ لہذا اس مرض کا علاج محض ان کی عقلی برائیاں بیان کرنے سے نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے اس دل اور دماغ کی تعمیر کی ضرورت ہے جو اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پا سکتا ہو۔ بعینہٖ یہی صورتحال اسلام کے تمام احکام میں ہے کہ ماڈرن طبقہ اگر ان پر مطمئن نظر نہیں آتا تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ عقلی اعتبار سے ان کی حقانیت واضح کرنے میں مخلصین اسلام نے کوئی کوتاہی کی ہے بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ طبقہ مغرب کی پیدا کی ہوئی آزاد زندگی کا عادی ہو چکا ہے جس میں اس کو ہر طرح کی نفسانی لذتیں اور خواہشات کی تسکین کا سامان نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے جس ماحول میں تربیت پائی ہے اس کی لذتیں اس کے قلب و دماغ پر چھا چکی ہیں۔ لہذا اس کا علاج صرف اس ذہنیت کی تعمیر ہے جو اپنی خواہشات نفس کے پیچھے بھاگنے کے بجائے خدا کے احکام کی تعمیل میں اپنے مقصد زندگی کی پہچان اور شرافت و اخلاق کی حقیقی قدروں کی شناخت رکھتی ہو اور ذہنیت عقلی فلسفوں سے نہیں صحبت سے پیدا ہوتی ہے۔ صحبت ایسی چیز ہے جو انسان کے لئے اچھی سے اچھی چیز کو ناگواری اور بری سے بری چیز کو پسندیدہ بنا دیتی ہے۔ مثلاً ایک زمانے میں فیشن تھا کہ سر کے بال چھوٹے اور ہلکے رکھے جاتے۔ کپڑے تنگ پہنے جاتے۔ اس وقت ڈھیلا لباس، بڑھے ہوئے بالوں کے لوگ قابلِ مذاق سمجھے جاتے تھے لیکن فیشن آنے کے بعد یہی چیزیں پسندیدہ قرار پا گئیں اور اب تو امریکہ اور یورپ کے سفر کے دوران میں نے دیکھا کہ مغربی افراد کا ایک بڑا طبقہ داڑھی رکھ رہا ہے اس کے اثر سے ہمارے نوجوانوں میں داڑھی رکھنے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ تو جو چیز سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں قابلِ مذاق تھی اب فیشن بننے کے بعد فخر کی چیز بن گئی۔ لہذا اگر ہم ایسی صحبت اور ماحول اس طبقہ کو فراہم کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو ان کی ذہنیت بدل سکے اور ان کو خواہشات نفس یا ماحول کا غلام بنانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی غلامی پر فخر کرنا سکھا سکے تو اس ماڈرن طبقے کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں فلسفیانہ مقالات اور علمی تحقیق کے مقابلے میں تبلیغی جماعت کی سادہ کوشش لوگوں کو اسلام سے قریب لانے میں زیادہ کامیاب نظر آتی ہے کیونکہ وہ عقل کے بجائے دل کو متاثر کرتے ہیں اور ایسی صحبت فراہم کرتے ہیں جو دلوں میں خدا کی عظمت و محبت کی آبیاری کرے۔

سوال:۔ اسلام نے عورتوں کے کیا حقوق متعین کئے ہیں۔ ان کو مردوں کی کنیز کی حیثیت دی ہے یا مساویانہ حقوق عطا کئے ہیں۔

جواب:۔ درحقیقت مساوات مرد و زن عورت کی آزادی کا نعرہ اس وقت سے لگنا شروع ہوا جب یورپ میں صنعتی انقلاب رونما ہوا اور اس سلسلہ میں اسلام پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کا ایک خاص مقصد اور پس منظر ہے جسے سمجھے بغیر نہ اس فقرہ کی حقیقت سمجھ میں آسکتی ہے اور نہ ہی ان اعتراضات کا صحیح جواب ممکن ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ صنعتی انقلاب سے قبل یورپ میں بھی وہی تقسیم چلی آتی تھی کہ مرد کمائے اور عورت گھر کا انتظام کرے۔ لیکن صنعتی انقلاب کے بعد یہ آواز خود مرد کے حلقوں سے اٹھی کہ عورت کو آزادی دے کر عام کاروبار میں شریک کرنا چاہئے اس آواز کا اصل سبب مردوں کی خودغرضی تھی۔ وہ اس طرح کہ صنعتی انقلاب کے بعد تجارت اور معیشت کے کاروبار پیچیدہ صورت اختیار کر گئے جس کی بنا پر مرد کا کام صرف ہل جوتنا یا دکانداری کرنا نہیں بلکہ اس غرض کے لئے دور دراز کے سفر عام ہو گئے دوسری طرف معاش کی تحصیل دشوار ہو گئی۔ اخراجات بڑھ گئے، ضروریاتِ زندگی میں اضافہ ہو گیا۔ اب عورت کو گھر میں بٹھا کر رکھنے سے مرد کا دہرا نقصان تھا۔ ایک طرف تو اس کو اپنے علاوہ عورت کے لئے ذرائع معاش تلاش کرنے کی فکر

اسلامی ریاست کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر شخص کو روزگار فراہم کرے اور اس کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرے۔

دا شگیر رہتی تھی ، دوسری طرف عورت کے گھر بیٹھنے اور با برہنہ پھرنے کی درجہ سے اس کی ہوسناک طبیعت کی کماحقہ تسکین ممکن نہ تھی ۔ ان دونوں مشکلات کا جو حل مغربی مرد کی عیاری نے تجویز کیا اس کا خوشنما نام تحریک آزادی نسواں (EMANCIPTOON) ہے ۔ اس میں دعوی یہ کیا گیا ہے کہ ہم عورت کو مرد کے شانہ بشانہ لانا چاہتے ہیں لیکن درحقیقت پیش نظریہ تھا کہ مغربی مرد ایک طرف تو قدم قدم پر عورت کے قرب سے محظوظ ہو اور دوسری طرف اس کی کوئی معاشی ذمہ داری بھی اسے برداشت کرنی نہ پڑے ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ عورت پر یہ ایسا انوکھا ظلم تھا جس کی نظیر تاریخ عالم میں ملنا مشکل ہے چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عورت گھر سے باہر نکلنے کے بعد اپنا پیٹ پالنے کے لئے اپنے تقدس اور اپنی عزت اور حرمت کو کسی نہ کسی شکل سے فروخت کرنے پر مجبور ہوئی ۔ مرد نے اس کو اپنی تجارت کو اشتہارات کی زینت بنایا ۔ دوکانوں پر سودا فروخت کرنے کے لئے کھڑا کیا ۔ اپنا اسٹینو بنانے کا شرف بخشا ۔ ٹیلیفون آپریٹر کی خدمات اس کے سپرد کی ۔ ہوائی جہازوں میں میزبانی کے فرائض اس کو سونپے اور حد یہ کہ ہوٹلوں اور ریسٹورانوں میں ہر قسم کے پست سے پست انسانوں کے لئے ویٹرس بنا کر کھڑا کیا تاکہ وہ اپنی مسکراہٹوں سے زیادہ سے زیادہ گاہکوں کو متوجہ کر سکے اور اس سے ایک طرف مرد کی آمدنی میں اضافہ اور اس کے جذبات کو تسکین ملے اور دوسری طرف اس کو عورت کے لئے کوئی محنت اٹھانی نہ پڑے ۔ گو یا عورت کو یہ باور کرایا گیا کہ گھر میں محض اپنے شوہر اور بچوں کے لئے کھانا پکانا اور گھر کی نگہداشت ذلت ہے لیکن ہوٹلوں اور ہوائی جہازوں میں ہر طرح کے اجنبی مردوں کی خدمت بجا لانا آزادی اور عزت کا تقاضہ ہے ۔ پچھلے دنوں میں امریکہ میں یہ منظر بڑی حسرت کے ساتھ دیکھتا رہا کہ زندگی کا ہر پست سے پست کام عورت کے کندھوں پر ڈال دیا گیا اور طرہ یہ کہ اس تمام محنت کے باوجود وہ امور خانہ داری سے اب بھی پوری طرح آزاد نہیں ۔ آٹھ آٹھ گھنٹے بلکہ بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ دفتری کام انجام دینے کے بعد بھی اسے خانہ داری کے وہ تمام فرائض انجام دینے پڑتے جو گھریلو عورتیں انجام دیتی ہیں ۔ یہ ساری محنت اس لئے کہ مرد قدم قدم پر عورت سے محظوظ ہو لیکن مرد اس کی روٹی کے چند نوالے بھی فراہم کرنے کی ذمہ داری قبول نہ کرے ۔ کہا گیا کہ ہم عورتوں کو مرد کے مساوی حقوق دے کر اسے صدر اور وزیر اعظم اور اس طرح کے مغربی مناصب تک لے جائیں گے لیکن عملاً یہ ہوا کہ پوری مغربی دنیا میں جو عورت کی آزادی کی سب سے بڑی علمبردار ہے ان مناصب پر عورتوں کا تناسب ایک فی ہزار سے بھی کم ہے ۔ اس کے برخلاف صدارت وغیرہ کے عہدوں پر وہ لوگ برسر اقتدار آرہے ہیں جو کھلم کھلا یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم عورت کو بالکل برہنہ دیکھنا چاہتے ہیں ۔ ان چند نمونوں کی عورتوں کو ان مناصب پر پہنچانے کے لئے لاکھوں عورتوں کو سڑکوں پر گھسیٹ دیا گیا ۔ اس کے باوجود بھی یہ دعوے ہے کہ ہم عورتوں کے حقوق کے علمبردار ، اور ہم نے عورتوں کو آزادی عطا کی ہے ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس کے برخلاف اسلام نے عورت کو جو معزز مقام عطا فرمایا ہے دنیا کے کسی اور نظام میں اس کی نظیر ملنا ممکن نہیں قرآن کریم کا ارشاد ہے :

"مردوں پر عورتوں کے ویسے ہی حقوق ہیں جیسے کہ مردوں کے عورتوں پر ۔"

یہ حقوق انسانی کے اعتبار سے مرد اور عورت کی مساوات کا پہلا عالمگیر اعلان ہے جو اسلام نے کیا ۔ لیکن اگر مساوات کا یہ مطلب سمجھا جائے کہ وہ دونوں اپنے مقصد تخلیق اور زندگی کے ہر پہلو میں ایک جیسے ہیں تو یہ انسانی فطرت کا انکار ہوگا ۔ جہاں تک حقوق کے مساوات کا تعلق ہے تو اسلام میں اس کا درجہ یہ ہے اور ہماری فقہ کی تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ مرد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عورت کی تمام معاشی ضروریات کی کفالت کرے اور وہ اسے کھانا پکانے پر مجبور بھی نہیں کر سکتا بلکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر عورت مطالبہ کرے تو مرد کے لئے ضروری ہے کہ اسے تیار شدہ کھانا فراہم کرے یہ اور بات ہے کہ اخلاقی طور پر میاں بیوی کے رشتہ کو خوشگوار بنانے کے لئے اسلام نے یہ عورت سے کہا ہے کہ وہ مرد کے ہر جائز حکم کی اطاعت کرے اور مرد کے ذمہ یہ لگایا ہے کہ وہ عورت کی ہر جائز خواہش کو پورا کرے لیکن قانونی طور سے اگر مرد کا یہ حق ہے کہ وہ عورت کو اپنے گھر میں رکھے تو عورت کا یہ حق ہے کہ وہ کسی محنت کے بغیر اپنی معاشی ضروریات حاصل کرے ۔ مرد اور عورت کی مساوات کے ذیل میں ہمارے فقہاء کرام نے احادیث وفقہ کی روشنی میں لکھا ہے کہ جس طرح عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرد کے لئے جائز زینت اختیار کرے اسی طرح مرد کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ عورت کی خوشی کی خاطر جائز زینت اختیار کرے ۔ غرض یہ کہ انسانی فطری حقوق کے لحاظ سے اسلام نے ان دونوں کو بالکل برابر رکھا ہے البتہ اجتماعی زندگی کے ہر شعبے میں یہ بات ناگزیر ہے کہ اس کا کوئی سربراہ ہو ۔ اسی حیثیت میں اسلام نے مرد کو گھریلو زندگی کا سربراہ بنایا ہے ۔ اس بنا پر نہیں کہ وہ آقا ہے اور عورت کنیز ہے بلکہ اس بنا پر کہ زندگی کے سفر میں نظم و ضبط پیدا کرنے کے لئے کسی ایک ہی کا امیر اور بڑا ہونا ضروری ہے ۔ اس امارت اور بڑائی کے باوجود اس کو اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ قدم قدم پر عورت کی جائز خواہشات کا احترام کرے اور اس کو لونڈی یا کنیز تصور نہ کرے بلکہ دو برابر کے درجہ کے انسان جو کہ ایک مقدس معاہدہ کے تحت آپس میں مربوط ہیں ۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی
۱۵ دسمبر ۷۸ء)

میرا سفر ہے بساط فلک سے مرقد تک
اتر رہا ہوں میں شام وسحر کے زینے سے
دانش

اقتصادی مسائل کو حل کرنے کے لئے گول میز کانفرنس بلوائی جائے۔

ہم شخصی حکومت کو قبول نہیں کریں گے۔

اسلامی نظام کے نتائج انتہائی خوشگوار ہوں گے۔

مولانا مفتی محمود قائد جمعیۃ

بالکل غلط ہے کہ قومی اتحاد کے وزراء بے اختیار ہیں با اختیار نہیں!۔

پاکستان قومی اتحاد کے صدر اپنی طویل علالت اور سی ایم ایچ میں نوے دن گذارنے کے بعد پشاور ڈیرہ اسماعیل خان کے راستہ ملتان آئے تو مقامی رہناؤں، کارکنوں اور علماء کی بڑی تعداد نے ہوائی اڈہ پر مفتی صاحب کا خیر مقدم کیا آپ ... قاسم العلوم آئے تھوڑا آرام کیا اور پھر شاہی درگاہ میں اصلاح معاشرہ کے ایک اجتماع سے خطاب کیا یہ عظیم الشان اجلاس قومی اتحاد ملتان کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ اصلاح معاشرہ کی تحریک جاری ہے اور جاری رہے گی اسلام نے معاشرہ کی اصلاح کے لئے بہت زور دیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ نظام اسلام کی بنیاد ہی اصلاح معاشرہ ہے۔ صالح معاشرہ ہی میں اسلام کی پاکیزہ اور آفاقی ہدایات پر آسانی سے عمل کیا جا سکتا ہے اسلامی عدل۔ مساوات۔ اخوت۔ اتحاد۔ یگانگت کا تصور اور عمل صالح معاشرہ کا متقاضی ہے ضرورت ہے کہ ہم اسلامی اصولوں کا احترام کریں۔ انہیں اپنائیں اور اپنی زندگیوں ... ان کے مطابق ڈھالیں کسی بھی نظام کی کامیابی کا تعلق عمل سے ہے اور عمل سے ہی قوموں کی تقدیر بدلی جا سکتی ہے۔

تعزیرات اسلامی

اسلام کی تعزیرات کے نفاذ سے جرم اور اس کے رجحان کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ سعودی عرب ایسا ملک ہے۔ جس میں دوسرے ممالک کے مقابلہ جرائم کم ہوتے ہیں۔ بعض لوگ اسلامی تعزیر کے متعلق عجیب و غریب تاویلات اور خدشات کا اظہار کرتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ سعودی عرب میں کتنے ٹنڈے ہیں اور کس قدر ہاتھ روزانہ کٹتے ہیں؟ اسلامی تعزیرات کی برکت سے نہ صرف یہ کہ ہم اللہ کی رضا سے خوش حال ہوں گے۔ جرائم کا تصور ختم ہو جائے گا ہر شخص گناہ کے تصور سے خوفزدہ ہو گا اور اس طرح جرائم کا قلع قمع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ ہمارے ملک میں اسلامی نظام کے نتائج انتہائی خوشگوار ہونگے اور پروگرام بنا لیا گیا ہے۔ یہ پروگرام مرحلہ وار پورا کیا جائے گا۔ یہ بات بنیادی طور پر غلط ہے کہ اسلام مرحلہ وار نافذ کیا جا رہا ہے۔ صرف پروگرام ایسا مرتب کیا گیا ہے کہ لوگ اسلام کے اصول احسان کو پہلے اپنائیں اور تعزیرات کو دل سے قبول کر لیں۔

اتحاد کی ضرورت

پاکستان میں اسلامی اور دینی جماعتوں نے اسلامی نفاذ کی جنگ ہمیشہ متحد ہو کر لڑی ہے۔ ۱۹۵۳ء میں تمام دینی جماعتوں نے اختلاف بھلا کر جدوجہد کی پارلیمنٹ میں ہم نے ایک ہو کر فیصلہ کیا۔ بھٹو کے خلاف تحریک اکھٹے چلائی۔

اب جبکہ ہم اسلامی نظام کی منزل حاصل کرنے والے ہیں تو ہمیں ایک بار پھر متحد ہو جانا چاہئے ہمارے اختلاف فروعی ہیں یا غلط فہمی پر مبنی۔ میں قومی اتحاد سے الگ ہونے والی جماعتوں کو ایک بار پھر دعوت دیتا ہوں کہ وہ واپس آئیں۔ ہمارا منشور ایک ہے نظام ایک ہے۔ پھر علیحدگی کیوں؟ کیا الگ ہونے والی جماعتیں الگ منشور رکھتی ہیں۔ یا اسلام کے سوا اور کوئی نظام نافذ کرنا چاہتی ہیں؟۔

اتحاد کے وزراء

ہم بارہا یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ قومی اتحاد نے صرف حکومت سے تعاون کیا ہے۔ جب کہ اصل حکومت مارشل لاء انتظامیہ کے پاس ہے۔ جس کے سربراہ جنرل ضیاء الحق ہیں۔ ہمارے وزراء اتنے ہی با اختیار ہیں جس قدر پہلے ماضی کی حکومتوں میں ہوتے تھے۔ پالیسیاں کابینہ کے اجلاس میں طے ہوتی ہیں۔ جبکہ ان پالیسیوں کی مارشل لاء حکومت ترتیب دیتی ہے ... بات

انتخابات کا التواء

کہا جاتا ہے کہ ۱۸ اکتوبر کے انتخابات کے التواء کے لئے قومی اتحاد میں شامل بعض جماعتوں نے التواء کی تجویز کی تھی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں نے سب کی موجودگی میں جنرل ضیاء الحق سے سوال کیا تھا کہ نام ہیں کس لیڈر نے التواء کا مشورہ دیا تھا تو جنرل صاحب اس سوال کو ٹال گئے تھے اصغر خان میرے ساتھ کھڑے تھے انہوں نے بات نہ کی اور مولانا شاہ احمد نورانی بھی خاموش رہے۔ ہمارا مقابلہ کیوں؟ ہم کس لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کریں۔ اگر مقابلہ ہوا تو یہ جنگ زرگری کہلائے گا۔ اسلامی نظام کے لئے تمام جماعتوں کا اتحاد ضروری ہے۔ اگر اس موقع پر فرقہ واریت کو ہوا دی گئی تو یہ اسلام سے غداری ہو گی۔ اور اسلامی نظام کے راہ میں رکاوٹ بنے گی۔

فرقہ وارانہ اختلافات

اس وقت فرقہ وارانہ اختلافات کو ہوا دینا اسلامی نظام سے غداری کے مترادف ہے جو جماعتیں اتحاد سے الگ ہوئی ہیں میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ فرقہ واریت کی بجائے اتحاد کا پرچم اٹھائیں۔

رائے دہندگان کی فہرستیں

اپریل یا مئی تک رائے دہندگان کی فہرستوں کا کام مکمل ہو جائے گا۔ اس کام میں تاخیر ہوئی ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان افسروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے جنہوں نے شناختی کارڈ کے حلفی بیان میں جان بوجھ کر تبدیلی کر ڈالی۔ اور اس طرح قوم کو ایک کروڑ روپے کا نقصان پہنچایا یہ بہت بڑا نقصان ہے اس کے اسباب کی چھان بین کرائی جائے۔ 3.6 ہزار افراد نے

۷ ادن کام کیا اور پھر اس ساری محنت کو ضائع کرنا پڑا اور کثیر سرمایہ بھی ضائع ہوا۔

اسلام اور جمہوریت

اسلامی نظام نافذ نہ ہونے کی ذمہ داری پوری قوم پر ہے تاہم اس کی زیادہ ذمہ داری ان سیاستدانوں پر ہے جو اقتدار پر مسلط رہے۔ وہ اسلام کا نام تو لیتے تھے مگر عملاً انہوں نے کچھ نہ کیا۔ اپنی زندگیاں فرنگی نقش قدم پر ہیں۔ ہم نے ساری زندگی اسلام اور جمہوریت کے لئے جدوجہد کرتے گذاری ہے۔ ہم بہتر آزادیوں اور آمریت کے خاتمہ کے لئے کام کرتے رہے ہیں۔ ہم یہ کبھی برداشت نہیں کریں گے کہ شخصی حکومت ہو یا مارشل لاء لگا رہے ہم نے جمہوریت کی بحالی اور اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے مارشل لاء حکومت سے تعاون کیا ہے اور ہنگامی حالات میں اس قسم کی حکومتیں پہلے بھی بنتی رہی ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ جب فوجی حکومت تھی تو ہمارے مخالفین چپ تھے اب قومی اتحاد کی شمولیت کے بعد غیر نمائندہ حکومت کے الزامات لگائے جا رہے ہیں

حکومت میں شمولیت کا مسئلہ

ہم مارشل لاء حکومت کے ساتھ تعاون سے مطمئن ہیں اگر ہم تعاون نہ کرتے تو مارشل لاء حکومت کی ناکامی کی صورت میں انار کی اور بحران پیدا ہو جاتا۔ ہم نے رسک لیا ہے ہمیں اس کی خوشی نہیں ہم نے ملکی مفاد میں اپنی سیاسی حیثیت اور سابقہ تاریخ قربان کی ہے جو لوگ اس وقت ہمارے ساتھ نہیں وہ ہمارے ساتھی ہیں بھائی ہیں۔ ہم نے مل کر کام کیا ہے۔ ہم اکٹھے بیٹھے ہیں۔ میں ان سب کا احترام کرتا ہوں اور ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آئیں ہم ان کے آنے کا خیر مقدم کریں گے

اختتام جلسہ پر مفتی صاحب حاجی حق نواز امیر جمعیتہ علماء اسلام ملتان شہر کے گھر گئے نماز مغرب ادا کی دوسرے روز دفتر جمعیتہ علماء اسلام لوہاری دروازہ میں پریس کانفرنس تھی جس میں پاکستان قومی اتحاد ملتان شہر اور ضلع کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ بعد میں مولانا عبدالمجید ندیم نے مفتی صاحب کو دعوت استقبالیہ دی۔ سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ نصاب تعلیم میں اسلام کے بنیادی ارکان کو شامل کرنا از حد ضروری ہے۔ تاکہ نئی پود کو اسلام کے بنیادی اصولوں اور حقوق سے آگاہی ہو۔ فتویٰ عالمگیری حنفی مسلک کا شہ پارہ ہے اور ہم سب سے بڑے حنفی ہیں۔ اس لئے ہم اس کے نفاذ کی مخالفت نہیں کر سکتے البتہ جدید قانون سازی کے تقاضے یہ ہیں۔ کہ قانون کو از سر نو مرتب کیا جائے۔

جو لوگ فتویٰ عالمگیری کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں غالباً انہوں نے اسے پڑھا نہیں ہم فتویٰ دیتے وقت عالمگیری کو سامنے رکھتے ہیں اور اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

گول میز کانفرنس

ملکی سیاست اور انتخابات کے موضوع کو گول میز کانفرنس میں طے کرنا درست نہ ہوگا۔ البتہ ملکی اقتصادی مشکلات پر قابو پانے کے لئے تمام سیاسی پارٹیوں کی گول میز کانفرنس بلوانی چاہئے تاکہ ان مسائل کا حل تلاش کیا جاسکے۔

محمد ادریس ہوشیارپوری

اتحاد سے نکل جانے والی جماعتوں کے لئے لمحۂ فکریہ

نکل جانے والی جماعتوں کو واپس کس طرح لایا جائے؟

وفاقی وزیر بجلی، پانی و قدرتی وسائل جناب چوہدری رحمت الٰہی نے ایک بیان میں پاکستان قومی اتحاد سے نکل جانے والی جماعتوں کو اتحاد میں واپس لانے کے سلسلے میں دعوت دیتے ہوئے کہا کہ:

"اتحاد سے نکل جانے والی جماعتیں اگر اتحاد میں واپس آجائیں تو پاکستان قومی اتحاد اپنے وزراء کو اقتدار سے واپس بلا سکتا ہے۔"

وزیر موصوف نے یہ بات کس پس منظر میں کہی ہے اور اس کا سیاق و سباق کیا تھا، اس کی تفصیل اخبارات میں ہماری نظر سے نہیں گذری تاہم یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اتحاد کے عہدہ داران میں سے یہ کسی کی طرف سے پیشکش نہیں ہے البتہ اس کے ذمہ دار وزیر کی طرف سے یہ بات ضرور ہے کہ وہ اقتدار سے مشروط واپسی کے لئے آمادہ ہیں بشرطیکہ اتحاد کے تمام تقاضے اس کے مخالف عناصر بھی پورے کریں۔

جہاں تک محض جذبۂ ایثار کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اقتدار کو اتحاد پر قربان کرنا قابل صد تحسین ہے۔ اس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے اور اقتدار میں اتحاد کی شمولیت پر غور کیا جائے تو یہ بات عوامی حلقوں پر پوری طرح عیاں ہی نہیں آشکارا بھی ہے کہ قومی اتحاد نے جنرل ضیاءالحق صاحب کی کسی غیر معمولی پیش کش کے باوجود پانچ ماہ کے تفصیلی مذاکرات طے کرنے اور قومی مقاصد کے حصول کے لئے طریق کار کے اطمینان کے بعد ہی قبول کی تھی۔ اس لئے اتحاد کے وزراء کو یہ کہہ دینا کہ انہوں نے اقتدار برائے اقتدار کے لئے کرسی حاصل کی ہے اور ان کے پیش نظر کوئی مقاصد نہیں تھے حالات و واقعات کی نفی بھی ہے ———

اور خصوصاً ان حالات میں کہ اتحاد سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یکم جنوری سے ووٹرز لسٹ اور انتخابات کی دیگر تیاریاں شروع ہو جائیں گی۔ تنقید اچھی چیز ہے مگر تنقید برائے تنقید تو بہرحال معیوب ہے

وزیر موصوف کی اس پیش کش کا جو منطقی نتیجہ ہے وہ اتحاد کی تقویت ہے اور اتحاد کی تقویت کے لئے اتحاد کے صدر جناب مولانا مفتی محمود بھی بارہا یہ پیش کش کر چکے ہیں کہ اتحاد سے نکلنے والی جماعتیں اسلامی نظام کے نفاذ اور پیپلز پارٹی کو سیاسی میدان میں شکست دینے کی خاطر دوبارہ اتحاد میں واپس آجائیں، ہم ان کا خیر مقدم کریں گے ——— اور ان دنوں حالات جبکہ اتحاد کے عہدہ داروں کی معیاد پوری ہو رہی ہے۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ اتحاد میں شامل ہو کر اپنی مرضی سے نئے عہدیداروں کا انتخاب کریں۔

اتحاد سے نکل جانے والی تین پارٹیاں ہیں۔ تحریک استقلال۔ این۔ ڈی۔ پی اور جمعیۃ العلمائے پاکستان۔ اول الذکر جماعت نے ابھی تک طریق انتخاب کے بارے میں طے نہیں کیا کہ وہ مخلوط طریقے سے ہوں یا جداگانہ ہوں۔ جن میں اقلیتوں کو اپنے نمائندگان از خود منتخب کرنے کا حق دیا جائے ——— جناب اصغر خان سے جب جداگانہ طریق انتخاب کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ آپ اس کی مخالفت کیوں کرتے ہیں تو وہ فرماتے ہیں کہ ہم اس کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آئین میں ترمیم کے بغیر انتخابات ہونے چاہئیں ———

ان کے اس جواب سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ دل میں کیا رکھتے ہیں اور جداگانہ طریق انتخاب کو وہ پسند فرماتے ہیں یا نہیں۔

اتحاد میں شمولیت کے دوران انہوں نے جداگانہ طرز انتخاب کے مسئلہ پر اس قسم کی از کار رفتہ تاویلات کا سہارا لئے بغیر کھل کر حمایت کی تھی۔ خدا جانے ان کا اس وقت موقف غلط تھا یا اب صحیح ہے؟ اس وقت غلط تھا تو پھر اخلاقی جرأت سے اس وقت انہوں نے کیوں کر اختلاف رائے

نہ کیا۔ بہر حال ماضی میں وہ اس کی حمایت کر چکے ہیں۔ اب وہ اس مسئلہ میں پی۔ پی۔ پی کے قریب تو ہو سکتے ہیں مگر پیپلز پارٹی سے ہزار نظریاتی اختلاف کے دعاوی کے باوجود اس معاملہ میں وہ اتحاد سے اختلاف برقرار رکھیں گے۔

ان کے اس نظریاتی اختلاف کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر مستقبل میں انہوں نے اپنا موقف نہ بدلا اور استقلال سے اسی موقف پر قائم رہے تو وہ قومی اتحاد کے ساتھ انتخابی پیکٹ بھی نہیں کر سکتے چہ جائیکہ وہ اتحاد میں ایک حلیف کی حیثیت سے واپس آجائیں۔ اس لئے اتحاد کی دعوت مراجعت' ان کے لئے پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی اور اس پر وہ سنجیدگی سے غور و فکر کے لئے آمادہ نظر نہیں آتے۔

باقی رہی یہ بات کہ صرف اس ایک دلیل سے کہ تحریک استقلال ہی واحد جماعت ہے جو عوامی ہے، اس کا منشور انقلابی ہے اور عوام نے اسے ابھی تک آزمایا نہیں ہے اور اس کو عوام کا (جماعت کے دعوٰی کی حد تک) اعتماد حاصل ہے' انتخاب جیتے گی۔ اور قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی دونوں کو شکست ہوگی اور اقتدار اصغر خان کی جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی بن جائے گا۔ جدھر چاہیں بھینس کو کھینچے پھریں۔ ایسا بظاہر ناممکن ہے اور اصغر خاں صاحب کسی بھی معقول دلیل سے یہ نہیں بتلا سکتے کہ ان دو بڑے فریقوں کے ہوتے ہوئے وہ کسی ایک کا تعاون حاصل کئے بغیر خود اپنی اور اپنے جماعتی نمائندگان کی ضمانتیں کس طرح بچا سکیں گے؟ کامیابی تو بہت دُور کی بات ہے۔ ان کا تو حشر انشاء اللہ وہی ہوگا جو دو بڑے حریفوں کی لڑائی کے درمیان آنے والی شخصیت کا ہوا کرتا ہے۔ انتخاب کے بعد ایسا نام ونشان مٹے گا کہ چودہ طبق سیاسیات کے روشن ہو جائیں گے۔ اور یہ ممکن کیسے ہے کہ مذہبی سطح پر ان کی کوئی خدمات نہیں ہیں جو قومی سطح پر ان کو مقبولیت کا وہ شرف بخش دے جس کے وہ خواب دیکھ رہے ہیں۔ سیاسی خدمات تمام تر غیر مستقل مزاجی اور تلونِ طبع کا شکار ہو گئیں۔ خدا معلوم کس بنیاد پر وہ آئے دن اخبارات میں "کیل ٹھونک کر" بیان دیتے ہیں ان کی جماعت ہی واحد جماعت ہے جو وغیرہ وغیرہ عوام کے لئے سب کچھ کر سکتی ہے۔

دوسری جماعت این۔ ڈی۔ پی ہے۔ اس کا ایک قابلِ ذکر سیاسی کردار اور سیاسی ماضی ہے جس میں اعلیٰ سطح کی قیادت بھی بھرپور طریقے سے موجود ہے اور صوبہ سرحد و بلوچستان میں ان کی قابلِ ذکر حد تک سیاسی حمایت بھی ہے۔ اتحاد سے علیحدگی کے بعد اپنے صوبائی حریفوں کو شکست دینے کی خاطر اور دونوں صوبوں کی سیاست پر اپنی بالادستی قائم کرنے کے لئے موجودہ انتخاب میں بہت ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ تو این۔ ڈی۔ پی کے حلقے ہی بہتر سمجھتے ہوں گے کہ اتحاد سے نکلنے کے بعد وہ تنہا پیپلز پارٹی کو من حیث الجماعت یا بلوچستان میں اس کے ہمنوا سرداروں کی وساطت سے وہ کس طرح شکست دے سکتے ہیں؟ اور انتخابی نتائج اپنے حق میں حاصل کر سکتے ہیں، جبکہ ۷۰ء کے انتخابی نتائج کے پیشِ نظر یہ کہنا غلط نہیں کہ این۔ ڈی۔ پی (سابقہ نیپ) کے لئے جمعیۃ علماء اسلام کو دونوں صوبوں میں شکست دینا ہی ایک مسئلہ تھا۔ نیز مارچ ۷۷ء کے انتخابات نے بھی یہ بات ثابت کر دی تھی کہ باوجود دھاندلی کے جمعیۃ علماء اسلام ہی واحد جماعت تھی جس نے اپنے کوٹے میں آنے والی تمام تر (آٹھ) سیٹیں صوبہ سرحد سے جیت لی تھیں جو کہ ایک ریکارڈ ہے جبکہ بلوچستان میں متفقہ طور پر بائیکاٹ کا فیصلہ تھا۔ اتحاد میں شامل دیگر جماعتیں بشمول این۔ ڈی۔ پی اور پیپلز پارٹی مارچ ۷۷ء کے انتخاب میں بحیثیت کارکردگی وہ مقام حاصل نہیں کر پائی تھیں جو جمعیۃ علماء اسلام کو حاصل ہوا تھا۔ اس لئے انتخابی میدان میں زبردست رن پڑنے کے باوجود متوقع کامیابی کے آثار این۔ ڈی۔ پی کے حق میں اتنے نمایاں نہیں ہیں۔

رہی یہ بات کہ سیاسی حالات بدل گئے ہیں جمعیۃ علماء اسلام نے مارشل لاء حکومت کی حمایت کی ہے تو اس کی سیاسی ساکھ اس سے متاثر ہوئی ہوگی۔ تو اس کے لئے ایک تو یہ کہہ دینا کافی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کی من حیث الجماعت بات نہیں ہے۔ اتحاد کے پلیٹ فارم سے جب مقابلہ ہوگا تو طاقت کا توازن صوبہ سرحد بلوچستان کے مخصوص مذہبی ماحول کے پیشِ نظر اور سیاسی بنیادوں پر مسلم لیگ جو این۔ ڈی۔ پی کی زبردست حریف رہ چکی ہے کے باعث اتحاد ہی کے حق میں رہے گا۔ اس لئے متوقع خدشات کے بارے میں اگر کچھ سوچنا ہے تو این۔ ڈی۔ پی کو سوچنا ہوگا کہ وہ اپنے ان دونوں صوبوں میں پیپلز پارٹی کی مضبوطی کا ذریعہ بنتی ہے یا اسلام پسند قوتوں کے اتحاد کا۔

بہر کیف اتحاد سے این۔ ڈی۔ پی نے اس لئے علیحدگی اختیار کی تھی کہ اتحاد سول حکومت میں شریک ہو گیا ہے ___ چوہدری رحمت الٰہی کے جواب میں این۔ ڈی۔ پی کو چاہیئے کہ وہ ان کے بیان کا مثبت جواب دیں اور اپنی پوزیشن واضح کریں کہ ہم واقعۃً اتحاد چاہتے ہیں۔ طریق انتخاب میں یہ جماعت بھی جداگانہ انتخاب کے طریق کار کی حمایت کر چکی ہے۔

تیسری جماعت جمعیۃ العلمائے پاکستان ہے جو کئی وجوہ سے پاکستان قومی اتحاد کی قدرتی حلیف جماعت ہے۔ تحریک استقلال اور این۔ ڈی۔ پی وقت آنے پر پیپلز پارٹی سے بھی تعاون اور اشتراک عمل کر سکتی ہیں مگر جمعیۃ علماء پاکستان پر جو اسلام کا لیبل لگا ہوا ہے وہ اس کو

اس سے باز رکھے گا اور وہ کسی صورت ان تینوں جماعتوں سے تعاون اور انتخابی اتحاد کے لئے کبھی آمادگی کا اظہار نہیں کر سکتی —— جمعیۃ العلمائے پاکستان چونکہ مذہبی حلقوں کی ایک مؤثر جماعت ہے اس لئے اس سے وابستہ تمام لوگ اس کو اس فیصلہ میں بڑی رکاوٹ ثابت ہوں گے ۔ مولانا شاہ احمد نورانی اگرچہ آجکل بڑے زور شور سے یہ بیان دیتے چلے آرہے ہیں کہ آئندہ انتخاب میں جمعیۃ العلمائے پاکستان ایک طاقت ور جماعت کی حیثیت سے ابھرے گی اور وہ قومی جماعت ہونے کا دعویٰ کر سکتی ہے ۔

مولانا صاحب کی یہ باتیں محض اخبارات کی حد تک ہیں ورنہ وہ خود جانتے ہیں کہ پیر پگارا صاحب سے ملاقاتوں کے دوران وہ نئے اتحاد کے لئے کس حد تک کوشاں رہ چکے ہیں ۔ جب ان کی جماعت ہی ایک قوت بن کر ابھر رہی ہے تو ان کو تو چاہیئے کہ وہ کسی کو منہ نہ لگائیں لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے ۔ مولانا صاحب کو یہ خوش فہمی ہے کہ جمعیۃ العلمائے پاکستان اپنے ہی پلیٹ فارم سے انتخاب میں حصہ لے گی تو اتنا ابھرے کہ طاقت کا توازن ان کے ہاتھ میں آجائے جو ۲۱۲ کے ایوان میں سے کم از کم ۱۰۷ ہے ۔ بہر حال جناب نورانی میاں اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے کہ جمعیۃ العلمائے پاکستان زیادہ طاقت ور بن کر ابھری تو زیادہ سے زیادہ ۱۰ سیٹیں لے جائے گی اور بس ۔ اگر ان کے نزدیک طاقت کا توازن اسی کا نام ہے تو پھر ان کو مبارک ۔

طاقت کا توازن ان کے ہاتھوں میں ہونے کے باوجود جناب احمد شاہ نورانی بیانات دیتے رہے ہیں کہ اگر اتحاد والے اپنے نمائندوں کو وزارتوں سے واپس بلالیں تو ہم اتحاد سے وابستہ ہونے کو آمادہ ہیں —— ایک طرف تو نورانی میاں صاحب کو چوہدری رحمت الٰہی صاحب کے بیان پر فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے اور دوسرے حالات و واقعات سے سبق کرنا چاہیئے کہ ان کی اس علیحدگی سے صرف پیپلز پارٹی کو فائدہ پہنچے گا جس کے ذمہ دار شعوری طور پر جناب نورانی میاں بھی ہوں گے ۔

جناب مولانا مفتی محمود صاحب ، صدر پاکستان قومی اتحاد نے واضح الفاظ میں یہ فرمایا ہے کہ :۔

> "پیپلز پارٹی کو سیاسی میدان میں شکست دینے کے لئے اسلام پسند قوتوں کا یکجا ہونا ضروری ہے ورنہ انتخابات کے نتائج ۷۰ء سے مختلف نہ ہوں گے ۔"

جہاں تک اتحاد سے نکلنے والی جماعتوں کو "دعوۃ مراجعت" کا تعلق ہے تو بارہا مفتی صاحب فرما چکے ہیں حتیٰ کہ اپنے عہدۂ صدارت کو بھی چھوڑنے کو آمادہ ہیں —— مفتی صاحب کے فرمان میں کوئی شک نہیں لیکن فریق مخالف اس دعوۃ اپیل کو یہ کہہ کر ٹال دیتا ہے کہ محض اخباری بیان سے کیا ہوتا ہے ؟ اس لئے ہمارے خیال میں اتمام حجت کے لئے صدر پاکستان قومی اتحاد اگر مناسب خیال فرمادیں تو اپنی روایات کے مطابق فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے اخباری دعوت سے بھی ایک قدم آگے ان کے پاس اتحاد کا وفد بھی بھجوا دیکھیں کہ آپ لوگوں کو باضابطہ دعوت دی جاتی ہے کہ آپ اتحاد میں واپس آجائیے اور اپنی من مرضی کے مطابق انتخاب کر لیجئے ۔

مفتی صاحب اگر یوں اتمام حجت کریں گے تو ایک طرف تو رائے عامہ سے اتحاد کے لئے بہتر نتائج کی توقع ہوگی ۔ اگر وہ لوگ مان لیں تو مجموعی طور پر انتشار و اختلاف کی فضا ختم ہو جائے گی بصورت دیگر انارکی ، خلفشار اور انتشار کی تمام تر ذمہ داری انہی جماعتوں پر عائد ہوگی —— بہر حال اتحاد کی فضا اور ملک کے مفاد کے لئے اتحاد کی جانب سے اگر یہ پیش رفت ہو جائے تو خاطر خواہ نتائج کی امید کی جا سکتی ہے ۔

بصورت دیگر قوم کے سامنے ان لوگوں کا کردار آجائے گا اور یہ آشکارہ ہو کر قوم کے سامنے سیاہ بخت یا خوش رو ہو سکیں گے ۔

ع۔ منصور

ایران میں سیاسی بحران

شہنشاہ ایران کی طرف سے مختلف وزیراعظموں کو آزمانے کے باوجود بھی ایران میں عوام کی تحریک جاری ہے۔ چنانچہ نومبر کے اوائل میں شاہ ایران نے شریف امامی کی دو ماہی وزارت عظمیٰ کو ختم کر کے فوج کے سربراہ جنرل اظہری گو ہنگ کا وزیراعظم بنایا اور مارشل لاء نافذ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی حکومت کی نرم پالیسی کا وہ مختصر دور بھی رخصت ہو گیا جو شاہ ایران نے اس بحران سے نکلنے کے لئے اختیار کی تھی۔

جعفر شریف امامی کی حکومت نے جو صرف ڈھائی ماہ برسر اقتدار رہی، اخبارات سے سنسر ختم کر دیا اور کچھ سیاسی قیدیوں کی رہائی اور کمیونسٹ پارٹی کے سوا باقی تمام پارٹیوں کی قانونی حیثیت بحال کر دی تھی، لیکن ان اقدامات سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوئے اور مظاہرے اور ہڑتالیں، ایران کے تمام شہروں میں پھیل گئے اور ان مظاہروں اور ہڑتالوں میں آبادی کے نت نئے حلقے شامل ہوتے گئے۔ ان مظاہرین اور ہڑتالیوں میں سرکاری اور نجی صنعتوں کے مزدور، اساتذہ اور طلبہ بھی شامل ہو گئے۔

شاہ ایران کے مخالفین کے فوری مطالبات یہ ہیں تمام سیاسی قیدیوں کی فوری رہائی، عوامی زندگی میں جمہوریت کا فروغ، آزادانہ انتخابات کا انعقاد اور رشوت اور بدعنوانیوں کے خاتمے جیسے مطالبات شامل ہیں۔ اس تحریک میں رفتہ رفتہ مزدور اور طلبہ بھی مؤثر طور پر شریک ہونے لگے اور اب ان کی تحریک کی وسعت اور گہرائی میں کا اضافہ ہو گیا ہے اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے حکومت نے اسکول کالج اور یونیورسٹیاں بند کر دی ہیں۔ اخبارات پر سنسر اور صحافیوں کی گرفتاریوں پر صحافیوں نے ہڑتال کر رکھی ہے، مظاہرین اور فوج کے درمیان تصادم میں روزانہ سینکڑوں افراد ہلاک ہو رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود شاہ کے مخالفین نے اعلان کیا ہے کہ وہ شاہی فوجوں کے آگے ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ اور اپنی جدوجہد بادشاہت کے خاتمے جاری رکھیں گے

دوسری طرف ایران کے حکمرانوں کو اس بات کی کوئی امید نہیں ہے کہ وہ جلد صورت حال پر قابو پا سکیں گے۔ اس کے باوجود وہ عوام کے مطالبات کو ماننے اور کوئی بنیادی اصلاحات کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ اسی طرح حکومت کی طرف سے رشوت اور بدعنوانیوں کے خاتمے کے لئے کئے جانے والے وعدے بھی بعض سابق سرکاری ملازمین اور گذشتہ حکومتوں سے وابستہ چند افراد کی گرفتاری سے آگے نہیں بڑھ پائے ہیں، جبکہ رشوت ستانی اور بدعنوانی سرطان کی طرح ایران کے ہر شعبۂ زندگی میں پھیل چکی ہے اسی طرح سرکاری پالیسی میں نرمی کی موجودہ پالیسی کو بھی غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جب تک ملک مکمل طور پر بحران سے نہیں نکل آتا کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی۔ لیکن اس بحران کے حل کے لئے بحران کے اسباب کو دور کرنے پر کوئی آمادگی نہیں دکھائی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے تہران سے ایرانی پارلیمنٹ (مجلس) کے رکن درویش شیروانی نے کہا ہے کہ موجودہ فوجی حکومت صورت حال پر قابو پانے کی اہل نہیں ہے اور یہ حکومت بھی سابقہ حکومتوں سے مختلف نہیں ہے جبکہ ایرانی عوام کو سماجی اور سیاسی نوعیت کے مسائل درپیش ہیں۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ موجودہ بحران کو سماجی اور سیاسی طریقوں سے حل کرے۔

موجودہ تحریک کے دوران میں مغربی ملکوں بالخصوص امریکہ پر ایران کے فوجی، معاشی اور سیاسی انحصار پر ناراضگی میں اور اضافہ ہو گیا ہے چنانچہ عوام کی اس ناراضگی کے اظہار کے طور پر ایران کے "نیشنل فرنٹ" نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ مغربی ملکوں پر ایران کے انحصار کے خلاف جدوجہد کریں۔

جہاں تک ایران میں امریکی اثر کا تعلق ہے تو ایران کے ہر شعبۂ زندگی پر خواہ وہ ریاستی مشنری ہو یا معیشت، تہذیب ہو یا صحافت ہر شعبہ امریکہ کے زیر اثر ہے۔ امریکی ہفت روزہ "نیوز ویک" کے مطابق اس وقت ایران میں چالیس ہزار امریکی مقیم ہیں۔ جبکہ بعض ذرائع ان کی تعداد اسی ہزار بتاتے ہیں۔ ان امریکیوں کا تعلق بڑی اجارہ داریوں، مشیروں، ماہرین اور فوجی مشیروں سے ہے۔ امریکہ ایران کو ہر سال تین سے چار ارب ڈالر کا اسلحہ فروخت کرتا ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادی اپنی عالمی حکمت عملی اور کمیونزم دشمنی میں ایران کو ایک فوجی، سیاسی اور معاشی اتحادی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایران کے تیل کے ذخائر پر بھی سامراجی ملکوں کا قبضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایران کے موجودہ بحران پر مغربی ممالک سراسیمہ ہیں

رپورٹ کراچی

عمران شاہ

وفاقی وزیر بلدیات محمد زمان خان اچکزئی کا دورۂ کراچی

استقبالیے، تقاریر، مسائل، درخواستیں اور احکامات

اکتوبر میں جناب محمد زمان خاں صاحب اچکزئی نے کراچی کا طوفانی دورہ کیا تھا۔ اس دورے میں انہوں نے عام لوگوں کی جن مشکلات کو جس طرح دور کیا، اس کو دیکھتے ہوئے ایک مسلم لیگی لیڈر نے کہا کہ:

"میں نے صدر پاکستان مسلم لیگ کو ایک خط لکھا ہے جس کی کاپیاں صدر پاکستان اور تمام وزراء کو بھیجی ہیں کہ عوام کے کام جس طرح محمد زمان خان صاحب کر رہے ہیں اور جس طرح ہر علاقے میں جاتے ہیں اور متعلقہ افسران کی موجودگی میں موقع پر فیصلے کرتے ہیں، تمام وزراء کو ان کی تقلید کرنی چاہیئے"۔

آمد

۱۲ر دسمبر کے اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر کہ ۱۳ر دسمبر کو محمد زمان خان صاحب اچکزئی وزیر بلدیات و دیہی ترقی کراچی تشریف لا رہے ہیں، لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جوق در جوق لوگ ایئر پورٹ پہنچنا شروع ہو گئے۔ وزیر موصوف کا طیارہ شام ۹ر بجے آنا تھا مگر ایک گھنٹہ لیٹ ہو گیا۔

آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ محمد زمان خان صاحب باہر تشریف لائے۔ اور عوام کے ہجوم میں گھل مل گئے۔ ہر ایک آدمی اس کوشش میں تھا کہ آپ سے مصافحہ کرے اور آپ نے بھی سب سے ہاتھ ملانے کی کوشش کی۔

ایئر پورٹ پر جمعیت العلمائے اسلام سندھ کے جنرل سیکرٹری مولانا نور محمد، سندھ کے سیکرٹری برائے تنظیمی امور و امیر کراچی ضلع غربی مولانا عبدالرزاق عزیز، سندھ کے سیکرٹری اطلاعات قاری شیر افضل، کراچی سنٹر کے امیر مولانا محمد ذکریا، کراچی شرقی کے امیر مولانا غلام صمدانی، کراچی شرقی کے جنرل سیکرٹری قاضی قطب الدین، صوبائی سالار گل عنایت شاہ، کراچی غربی کے سیکرٹری عمران شاہ، کراچی غربی کے خزانچی آغا میاں نور محمد، مفتی احمد الرحمان، آغا نعیم، حکیم جمال الدین، محمد حسین کاپڑیا، ایڈمنسٹریٹر بلدیہ، چیف انجینئر بلدیہ، سیکرٹری بلدیات استقبال کرنے والوں میں شریک تھے۔

ایئر پورٹ سے گاڑیوں کے جلوس میں قصر ناز پہنچے۔ قصر ناز لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ بڑے ہال کو کھولا گیا مگر لوگوں کی بڑی تعداد ادھر ادھر کھڑی رہی۔ وزیر موصوف نے کچھ درخواستوں پر دستخط کیے اور ساتھ ساتھ لوگوں سے بات چیت ہوتی رہی۔ رات کے تقریباً ایک بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

میٹنگ اور ایک غریب آدمی

۱۴ر دسمبر کو ۹ر بجے صبح کے ایم سی کے افسران سے میٹنگ تھی۔ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ کار میں بیٹھنے لگے تو آپ نے ایک آدمی کو اپنی جانب آتے دیکھا تو آپ رک گئے۔ اس کے پاس گئے۔ پوچھا کیا کام ہے۔ اس نے آپ کو درخواست دی۔ آپ نے فرمایا، میں نے ۹ بجے کے ایم سی پہنچنا ہے۔ وقت کم ہے، میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔ غریب آدمی یہ سب کچھ دیکھ کر بہت حیران تھا۔ ہچکچا رہا تھا۔ آپ نے اسے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھایا اور کے ایم سی کی طرف چل دیئے۔

کے ایم سی جب پہنچے تو ایڈمنسٹریٹر بلدیہ، چیف انجینئر بلدیہ، سیکرٹری بلدیات اور تمام افسران نے آپ کا استقبال کیا۔

آپ اس آدمی کو افسران کی میٹنگ میں اپنے ساتھ لے گئے۔ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ نے انہیں بلدیہ کے تمام شعبوں کی کارکردگی اور دیگر تفصیلات سے آگاہ کیا۔

اس کے بعد آپ نے اس آدمی کو اپنے پاس بٹھایا، چائے پلائی، ان کی تکالیف معلوم کیں، اور آرڈر کیے۔ وہ آدمی خوشی خوشی رخصت ہوا۔

شہر کا دورہ

ازاں بعد اچکزئی صاحب نے شہر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور عوام سے ان کے مسائل معلوم کیے۔ اس دورے میں ایڈمنسٹریٹر بلدیہ اور چیف انجینئر بلدیہ آپ کے ہمراہ رہے۔ آپ بولٹن مارکیٹ گئے اور اس علاقے کا معائنہ کیا۔ بولٹن مارکیٹ کے مسائل حل کرنے کے لیے موقعہ پر بلدیہ کے حکام کو ہدایات دیں۔

اس کے بعد وہ لیاری مارکیٹ کا دورہ کرتے ہوئے

شیر شاہ کالونی پہنچے۔ تو عوام کی بڑی تعداد نے آغا میاں نور محمد کی قیادت میں آپ کا استقبال کیا۔

اچکزئی صاحب نے محمدی روڈ کا معائنہ کیا، جو ان کی ہدایات پر بننا شروع ہوگیا تھا۔ انہوں نے پانی کی نکاسی کے لیے محمدی روڈ کے ساتھ ساتھ بننے والے نالے کا بھی معائنہ کیا۔ نالی کے ایک حصے کو توڑ کر دیکھا اور ایڈمنسٹریٹر بلدیہ سے کہا کہ اس میں سیمنٹ کم ہے اس کمی کو پورا کیا جائے۔

اس کے بعد انہوں نے تجاوزات کی وجہ سے نالے کے پانی میں رکاوٹ پیدا کرنے والے پوائنٹ کا بھی معائنہ کیا اور اس صورت حال پر قابو پانے کے لیے ایڈمنسٹریٹر بلدیہ اور چیف انجینئر بلدیہ کو مناسب کارروائی کی ہدایت کی۔

اس موقعہ پر انہوں نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"مجھے اس بات پر خوشی ہوئی ہے کہ میری ہدایات پر بلدیہ کراچی کے حکام نے شیر شاہ کالونی کے پچیس سالہ الجھے ہوئے مسائل کو حل کرنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو یقین دلایا کہ آپ کے تمام مسائل جب تک حل نہ ہو جائیں اس وقت ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔"

جناب اچکزئی نے کہا کہ میں جب دوبارہ آؤں گا تو محمدی روڈ مکمل ہو چکا ہوگا۔

بعد ازاں جناب اچکزئی آغا میاں نور محمد کے گھر گئے۔ جہاں پر حاجی محمد علی آغا حج سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے آغا صاحب سے ملاقات کی۔ اس کے بعد دیگر حاجیوں سے ملنے کے لیے حاجی کیمپ گئے۔ حاجیوں سے ملنے کے بعد انہوں نے ایمپریس مارکیٹ صدر کا معائنہ کیا۔ جہاں انہوں نے جہانگیر پارک کے اطراف میں فروٹ کی دکانوں کی تعمیر کا کام رک جانے کا جائزہ لیا اور مارکیٹ والوں سے وعدہ کیا کہ وہ مارشل لاء حکام سے اس سلسلے میں ان کو دوبارہ تعمیر کی منظوری دلائیں گے۔

دوپہر کے کھانے کی دعوت آغا نعیم کی طرف سے تھی۔ جب آپ آغا نعیم کے گھر پہنچے تو کافی لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ اس دعوت میں فروٹ مارکیٹ کے نمائندوں، بلدیہ کراچی کے ایڈمنسٹریٹر، چیف انجینئر بلدیہ، حیدر آباد کے حاجی کرامت اللہ، شبیر احمد نے بھی شرکت کی۔

ملیر کا دورہ

ازاں بعد آپ ملیر تشریف لے گئے۔ یہاں پر قاضی قطب الدین کی سربراہی میں ملیر والوں نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ یہاں پر آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا، جس میں آپ کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور علاقے کے مسائل پیش کیے۔ خاص طور پر "کے۔ ڈی۔ اے" کی غفلت کا ذکر کیا گیا کے ایم سی کی کوتاہیوں کا ذکر بھی ایڈمنسٹریٹر بلدیہ کی موجودگی میں ہوا۔

آخر میں وزیر موصوف نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"آپ کے علاقے کے مسائل حل کرنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے گی۔ مجھے معلوم ہے کہ کچھ افسران کے مزاج ابھی درست نہیں ہوئے ہیں غریب آدمی اپنے مسائل کے سلسلے میں ان کے دفاتر کے چکر لگاتے رہتے ہیں۔ میں ان افسران کو تنبیہہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو درست کر لیں۔ وہ سرکاری ملازم جو ایمانداری سے کام کرتے ہیں ان کی ملازمتوں کا تحفظ کیا جائے گا۔"

آپ کی تقریر کے دوران مغرب کی اذان ہوگئی۔ آپ نے تقریر ختم کر دی اور قریبی مسجد میں نماز ادا کی۔ نمازیوں نے آپ کو گھیر لیا۔ کافی دیر تک آپ ان میں گھل مل کر باتیں کرتے رہے۔

شام کے کھانے کی دعوت جمعیت علمائے اسلام محمود آباد شاخ کی طرف سے تھی۔ آپ بلوچ کالونی کا دورہ کرتے ہوئے محمود آباد پہنچے۔ کھانے کے بعد مولانا خان محمد ربانی کے مدرسے میں جمعیت طلبۂ اسلام کے زیر اہتمام یوم فاروق اعظمؓ کے جلسے میں شرکت کی۔ فاروق اعظم آرگنائزنگ کمیٹی کے سربراہ سہیل احمد خان اس جلسے میں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے تقریر کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ:

"خلفائے راشدین کے یوم شایان شان طریقے پر منائے جائیں اور ان ایام میں سرکاری چھٹی ہونی چاہیئے۔"

مولانا عبدالرزاق عزیز نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا۔ اس جلسے میں جناب اسلم شیخ، مولانا نور حسین اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

آخر میں وزیر موصوف نے خطاب فرمایا:

"ہماری حکومت کوشش کر رہی ہے کہ ملک میں جلد از جلد اسلامی نظام نافذ ہو۔ اس سلسلے میں شریعت بنچ بن چکے ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول سے یہ بنچ اپنا کام شروع کر دیں گے۔ مگر عوام کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو اسلام کے سانچے میں ڈھال دیں۔ اگر ہم اپنے پانچ فٹ کے قد پر اسلام نافذ نہیں کر سکتے تو پوری دنیا پر کیسے نافذ کریں گے۔"

"ہمیں چاہیئے کہ پہلے اپنی ذات پر اسلام نافذ کریں۔ اس کے بعد اپنے گھر والوں پر۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہر ایک اس طرح کرے تو حکومت کے لیے اسلام نافذ کرنے میں بہت آسانی پیدا ہو جائے گی۔"

چوبیس گھنٹے میں اسلام

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام چوبیس گھنٹوں میں نافذ کیا جا سکتا ہے وہ حقیقت سے ناواقف ہیں۔ ایسے لوگ جو امام کعبہ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے وہ لوگوں کو کون سے اسلام کا درس دیتے ہیں۔" آخر میں آپ نے فرمایا کہ "آپ کے علاقے کے مسائل وسائل کے مطابق ضرور حل ہوں گے۔"

اس کے بعد مولانا محمد خان ربانی نے آپ کی یہاں آمد پر آپ کا شکریہ ادا کیا۔

ازاں بعد جناب اچکزئی قصر ناز پہنچے جہاں پر کافی لوگ آپ کے منتظر تھے۔ آپ نے سب سے ملاقات کی اور رات قریباً دو بجے تک درخواستوں پر احکامات صادر فرمائے۔

ٹھٹھہ میں آمد

۱۵ دسمبر کو ضلع ٹھٹھہ جانے کا پروگرام تھا۔ اس لیے صبح ۹ بجے ٹھٹھہ روانگی کی تیاریاں تھیں۔ ۹ بجے جناب اچکزئی کاروں کے ایک جلوس میں ٹھٹھہ کے لیے روانہ ہوئے۔ کراچی سے ان کے ساتھ ٹھٹھہ جانے والے قافلہ میں جمعیت علمائے اسلام سندھ کے ناظم برائے

تنظیمی امور مولانا عبدالرزاق عزیز، صوفی عبدالحنان، آغا میاں نور محمد، مفتی احمد الرحمان اور حاجی کرامت اللہ شامل تھے۔

یہ قافلہ جب ٹھٹھہ پہنچا تو ڈپٹی کمشنر ٹھٹھہ، سندھ جمعیت علمائے اسلام کے ناظمِ اعلیٰ ودیگر کارکنانِ جمعیت نے آپ کا استقبال کیا۔ ٹھٹھہ میں مختلف علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد نمازِ جمعہ ادا کی۔ اس کے بعد کاروں، جیپوں اور سوزوکیوں کے ایک طویل جلوس میں مشین جو گوٹھ روانہ ہوئے۔ حدِ نگاہ تک جلوس میں شامل گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں۔ جب یہ قافلہ مشین جو گوٹھ پہنچا تو ہزاروں لوگوں نے وزیرِ موصوف کا نہایت پُرتپاک استقبال کیا۔ گوٹھ جانے والے روڈ پر خوبصورت استقبالیہ گیٹ بنایا گیا تھا اور روڈ کے دونوں جانب رنگ برنگی جھنڈیاں لہرا رہی تھیں۔ مشین جو گوٹھ میں حاجی شین خان اچکزئی نے ایک پُرتکلف دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ اس دعوت میں ڈپٹی کمشنر ٹھٹھہ، ڈپٹی سیکرٹری بلدیات کے علاوہ کافی تعداد میں گوٹھ والوں نے شرکت کی۔ کھانے کے بعد وزیرِ موصوف کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا جس میں پینے کے پانی کا مکمل انتظام، ڈسپنسری کا قیام، پرائمری سکول کا قیام اور روڈ پکا کرنے کا مطالبہ تھا۔

جناب اچکزئی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"جمعیت العلمائے اسلام اس ملک میں اللہ کا قانون نافذ کرنا چاہتی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ابتدا ہو گئی ہے۔ شریعت بنچوں کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔ جمہوریت کی بحالی اور منصفانہ انتخابات کی خاطر ہم حکومت میں شامل ہوئے ہیں۔ آپ ہمارا ماضی اٹھا کر دیکھ لیں، ہم اقتدار کے بھوکے نہیں ہیں۔ مفتی محمود صاحب نے اصولوں کی خاطر سرحد کی وزارتِ عظمیٰ چھوڑ دی تھی"۔

جناب اچکزئی نے فرمایا کہ:

"میرے نزدیک سندھی، پنجابی، پٹھان اور بلوچ سب برابر ہیں۔ جو بھی میرے پاس آئے گا میں سب کا جائز کام کروں گا، خواہ اس کا تعلق کسی پارٹی سے ہو۔ میرے دروازے ہر خاص و عام کے لیے چوبیس گھنٹے کھلے ہیں"۔

"دفتر میں، گھر میں ہر وقت مجھ سے ملاقات کر سکتے ہیں"۔

چونکہ ڈپٹی کمشنر صاحب موجود تھے اس لیے جناب اچکزئی نے موقعہ پر ہی احکامات جاری کیے کہ پانی وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔

شمولیت

ازاں بعد حاجی عبدالرزاق بڑیچ، عبدالرحمٰن بڑیچ، حاجی جمال شاہ اچکزئی، حاجی یعقوب شاہ، اور حاجی خداداد اچکزئی نے اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ساتھ جمعیت العلمائے اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

جناب محمد زمان خان صاحب اچکزئی اور مولانا عبدالرزاق عزیز نے شامل ہونے والے افراد کا خیر مقدم کیا۔

سجاول آمد

اس کے بعد قریباً پانچ بجے کاروں کے ایک بہت بڑے جلوس میں سجاول روانہ ہوئے۔ سجاول میں داخل ہوئے تو عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر سڑک کے دونوں جانب موجود تھا۔ آج ان لوگوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ جو کہتے تھے کہ مضافات میں اتحاد کمزور ہے۔ سجاول شروع ہونے سے لے کر مدرسہ دارالفیوض ہاشمیہ تک سڑک کی دونوں جانب کھڑے ہوئے عوام نے جناب اچکزئی کا نہایت ہی پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ جب مدرسہ ہاشمیہ پہنچے تو مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ اس لیے جناب اچکزئی صاحب نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں آپ لوگوں کا بہت مشکور ہوں کہ آپ کافی تکلیف کر کے دور دور سے تشریف لائے اور کافی انتظار بھی کیا، چونکہ نماز کا وقت قریب ہے اس لیے نماز کے بعد آپ کی باتیں سنوں گا"۔

اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد تلاوت قرآنِ پاک سے جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔

قومی اتحاد ضلع ٹھٹھہ کے نائب صدر مولانا عبدالغفور نے سپاسنامہ پیش کیا۔ سندھ کے اس تاریخی شہر میں جناب اچکزئی کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور اس شہر کے کچھ مسائل بھی آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ جس میں گندے پانی کی نکاسی اور پینے کے پانی کی فراہمی شامل ہیں۔

جناب محمد زمان خان صاحب اچکزئی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"قومی اتحاد نے مارشل لاء حکومت سے اس لیے تعاون کیا کہ ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کے لیے حکومت کی کوششوں کا ساتھ دیا جائے اور عوام و حکومت کے درمیان رابطہ قائم کیا جائے۔

فوری انتخابات

اس کے علاوہ ہمارا حکومت میں شامل ہونا اس لیے بھی ضروری تھا کہ ہم مارشل لاء حکومت پر زور ڈالتے رہیں کہ وہ فوری انتخابات کرانے کے انتظامات کرے۔ انہوں نے کہا کہ قومی اتحاد کے وزراء کے دروازے ہر وقت عوام کے لیے کھلے ہیں۔

جناب اچکزئی نے کہا کہ ہمارا اس کرسی پر زیادہ دیر تک بیٹھنے کا ارادہ نہیں اور جتنا عرصہ بھی رہیں گے عوام کی خدمت کرتے رہیں گے ہم محدود وسائل سے عوام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ معاشرہ کی اصلاح کا راز اسلامی نظام میں مضمر ہے۔ یہی قومی اتحاد کی منشا اور موجودہ حکومت کی پالیسی ہے۔

وزیرِ موصوف نے کہا کہ پاکستان میں اسلامی نظام کا آغاز ہو چکا ہے اور ۱۲ ربیع الاول تک اللہ کا قانون نافذ ہو کر رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ سے بدعہدی کے نتیجے میں آدھا ملک نکل گیا ہے۔ اس نے یہ آخری موقعہ دیا ہے۔ اگر اس بار بھی اسلامی نظام نافذ نہ ہو سکا تو یہ ملک کے لیے تباہ کن ہو گا۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی سیاسی زندگیوں کو داؤ پر لگا کر چھ ماہ کی گفت و شنید کے بعد حکومت میں شمولیت اختیار کی تھی کیونکہ یہ ملک

کو بچانے کا واحد راستہ تھا۔ ہمیں اقتدار کی ہوس نہیں۔ ہم آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کے لیے حکومت میں شامل ہوئے ہیں۔

جناب اچکزئی نے فرمایا کہ علمائے کرام نے ہندوستان کی آزادی اور پاکستان کے بنانے میں کافی قربانیاں دی ہیں۔ اگر علمائے کرام کی قربانیاں نہ ہوتیں تو شاید ہی یہ ملک دنیا کے نقشے پر اس حیثیت میں ہوتے۔

بعد ازاں یہ کارواں سات بجے رات کو سجاول سے کراچی کے لیے روانہ ہوا' اور نو بجے کراچی پہنچا۔ کراچی میں پرانا گولیمار کے علاقے میں استقبالیہ دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا' اس میں شرکت کی۔ اس کے بعد رات قریباً ایک بجے تک ان درخواستوں پر احکامات صادر کیے جو سجاول میں آپ کی آمد پر پیش کی گئی تھیں۔

کانفرنس میں شرکت

۱۶ تاریخ صبح ۹ بجے اسلامی ایوان صنعت و تجارت کی کانفرنس میں شرکت کی۔ جہاں جنرل ضیاءالحق بھی آئے ہوئے تھے۔ ایک بجے دن کراچی کی سب سے بڑی مارکیٹ سبزی منڈی میں فروٹ مارکیٹ کی انجمن کی طرف سے استقبالیہ میں شرکت کی۔ انجمن کے جنرل سیکرٹری نے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ اور فروٹ مارکیٹ کے مسائل سے آگاہ کیا۔

اس عظیم الشان استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے جناب اچکزئی نے فرمایا کہ:

"کراچی کے شہریوں کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے"۔ انہوں نے کہا کہ "ہم ذاتی اغراض کی خاطر حکومت میں شامل نہیں ہوئے۔ ہماری شمولیت اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آخری موقعہ ہے، اگر اس دفعہ بھی اسلام نافذ نہ کر سکے تو یہ ملک اور قوم کی بڑی بدقسمتی ہوگی"۔۔۔ انہوں نے کہا کہ "اعلان محرم کے انشاءاللہ دور رس نتائج برآمد ہوں گے"۔

ایڈمنسٹریٹر بلدیہ کا خطاب

استقبالیہ سے ایڈمنسٹریٹر بلدیہ پی پی گیلانی نے بھی خطاب کیا۔ آپ نے یقین دلایا کہ وزیر بلدیات کی ـــــ ہدایات کے مطابق فروٹ مارکیٹ کو تمام سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔

مختلف مصروفیات

آخر میں صدر انجمن آغا نعیم نے مہمانِ خصوصی اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں مولانا محمد علی جوہر کانفرنس میں شرکت کی۔ شام کو ہوٹل بیچ لگژری میں جنرل ضیاءالحق کے ساتھ دعوت میں شرکت کی، اور رات ساڑھے نو بجے رنچھوڑ لائن میں ادارہ فروغ اسلام کے زیر اہتمام جلسہ تقسیم انعامات میں شرکت کی اور کامیاب بچوں میں انعامات تقسیم کیے۔

جلسے کی صدارت کراچی زونل مسلم لیگ کے صدر بوستان علی ہوتی نے کی۔ اس موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے وزیر بلدیات نے کہا:

"نظامِ مصطفٰے کے نفاذ اور دین کے فروغ کے لیے نوجوانوں کی خدمات قابلِ تعریف ہیں"۔۔۔ انہوں نے کہا" نوجوانوں کو اسلام کے پیغام کو پھیلانے کے لیے انقلابی جدوجہد کرنی چاہیئے"۔ انہوں نے کہا کہ" یہ سب کی ذمہ داری ہے کہ اسلام کو پھیلانے اور نظامِ مصطفٰے کے قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ پاکستان کی فلاح و بہبود' سلامتی اور بقا اسلام سے مشروط ہے۔ اس ملک کے بنانے میں علمائے کرام نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اگر علماء ساتھ نہ دیتے تو ملک نہ بن سکتا۔ اس لیے ہمیں ان کی قدر کرنی چاہیئے اور ان سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اسلام علماء کرام کے ذریعے ہی ہم تک پہنچا ہے"۔

قبل ازیں صدر جلسہ بوستان علی ہوتی نے وزیر بلدیات کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اپنی بے انتہا مصروفیات کے باوجود یہاں تشریف لائے اور ہماری حوصلہ افزائی کی۔

انہوں نے علاقے کے کچھ مسائل کا بھی ذکر کیا۔

وزیر بلدیات نے بلدیہ کراچی کو تنبیہہ کی کہ وہ اس علاقے کے مسائل حل کرے۔ اور کہا کہ میں آئندہ جب آؤں گا تو اس علاقے کا دورہ کروں گا۔

وزیر موصوف نے ادارے کی کارکردگی سے متاثر ہوکر اپنی جیبِ خاص سے پانچ سو روپے کا عطیہ ادارے کو دیا اور ادارے کے لیے جگہ کی قلت دور کرنے کا وعدہ کیا۔

بعد ازاں رات ایک بجے تک قصرِ ناز میں درخواستوں پر احکامات جاری کرتے رہے اور مختلف وفود سے ملاقاتیں کیں۔

اسلام آباد روانگی

۱۷ تاریخ کو صبح محمد حسین کاپڑیا کے گھر ناشتہ میں شرکت کی اور پھر نو بجے کراچی سے اسلام آباد روانہ ہوگئے۔ ایئرپورٹ پر رخصت کرنے والوں میں مولانا عبدالرزاق عزیز، حکیم جمال الدین، قاری شبیر افضل، آغا میاں نور محمد، صوبیدار گل عنایت شاہ شامل تھے۔ ▲

شہر شہر سے

ترتیب قمر ہاشمی

میرے تمام متعلقین جمعیتہ کی رُکنیت ضرور حاصل کریں۔

پیر طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف

گوجرہ۔ (نمائندہ خصوصی) مشہور روحانی پیشوا حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف گذشتہ روز اپنے مریدین کی دعوت پر حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد گوجرہ تشریف لائے۔ تو بعض متعلقین نے آپ سے استفسار کیا کہ ان دنوں پورے ملک میں جمعیتہ علماء اسلام کی رکنیت سازی کی شروع ہے اور آپ سے وابستہ بعض دوست رکنیت سازی میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے اور رکن بننے سے اجتناب کرتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ رکن سازی کی کاپی لائی جائے کاپی آنے پر سب سے پہلے آپ نے جمعیتہ کا رکنیت کا فارم پُر کیا اور اس کے بعد اپنے متعلقین سے فارم پُر کرائے اور فرمایا کہ یہ جماعت ملک میں اسلامی نفاذ کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے اور یہ علماء حق کی جماعت ہے اس لئے اس کی ممبرشپ میرے متعلقین ضرور حاصل کریں اور دوسروں کو بھی اس کی طرف توجہ دلائیں اور اس مہم کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنائیں بعد ازاں انہوں نے خصوصی طور پر فرمایا کہ جماعتی آرگن ہفت روزہ ترجمان اسلام کا مطالعہ ضرور کریں اور اس کی توسیع اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں کیونکہ جماعت کے کارکردگی اور پالیسی کا اس سے ہی پتہ چل سکتا ہے

اجلاس قومی اتحاد

اسلام پورہ لاہور:۔ پاکستان قومی اتحاد حلقہ اسلام پورہ (سابقہ کرشن نگر) کے عہدیداروں اور مجلس عاملہ کے ممبران کا ایک اجلاس زیرِ صدارت حافظ عبدالحفیظ کھیروی نائب صدر پاکستان قومی اتحاد حلقہ ۱۵۴ منعقد ہوا۔ اجلاس میں تمام مسائل کا جائزہ لیا گیا اجلاس میں ایک قرارداد بھی پاس کی گئی جس میں سرکاری دفاتر میں نماز کا اہتمام کرنے کی ہدایات جاری کرنے پر صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو مبارک پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا۔ کہ پرائیویٹ اداروں، فیکٹریوں اور کارخانوں کو بھی سرکاری طور پر ایسی ہی ہدایات جاری کی جائیں۔

اسی قرارداد میں عوام سے اپیل کی گئی کہ دکانات جمعہ میں کاروبار معطل رکھا کریں۔ ایک اور قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ربیع الاول کے مہینہ میں اسلام پورہ میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے حکومت خاطر خواہ انتظامات کرے۔

ناروال ضلع سیالکوٹ

ناروال جامع مسجد حنفیہ قاسمیہ میں زیر صدارت چوہدری محمد سلیمان صاحب آپل متولی حنفیہ قاسمیہ اراکین جمیعت علماء اسلام ناروال کا اجلاس منعقد ہوا جس قاری منظور احمد صاحب نے تلاوت کلام اللہ کی۔ بعد ازاں محمد یحییٰ لیسین محسن خطیب جامعہ حنفیہ قاسمیہ سے مختصراً حاضرین کے سامنے اکابرین جمیعت علماء اسلام کی ملکی ملی مذہبی خدمات کا تذکرہ کیا۔ بعد میں جماعت کا انتخاب ہوا مندرجہ ذیل افراد عہدیداران بالاتفاق چنے گئے!

۱۔ محمد یحییٰ محسن خطیب جامعہ حنفیہ ناروال ! صدر

۲۔ حاجی ڈاکٹر مرزا محمد صفدر صاحب بی اے ناروال نائب صدر۔

۳۔ چوہدری محمد سلیمان صاحب آپل متولی جامعہ حنفیہ قاسمیہ ناروال ! سیکرٹری

۴۔ خان عبدالقیوم خان صاحب ناروال جائنٹ سیکرٹری

۵۔ صوفی محمد اعظم صاحب ناروال ! پروپیگنڈہ سیکرٹری

۶۔ حاجی عبدالجبار صاحب ناروال ! خازن۔

تنظیمی کمیٹوں کا قیام

ٹوبہ ٹیک سنگھ جمیعت علماء اسلام تحصیل ٹوبہ سنگھ کے آرگنائیزر احمد یعقوب چودھری نے تحصیل ٹوبہ کے قصبات میں رکن سازی کی خاطر تنظیمی کمیٹیاں قائم کر دیں ہیں جو اپنے علاقوں میں دستورِ اسلامی کے نفاذ اور جمعیت کے سیاسی و معاشی پروگرام سے دلچسپی اور مکمل اتفاق رکھنے والے افراد کو جمعیت کے رکن بنائیں گی۔ تنظیمی کمیٹیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ تنظیمی کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر:۔ حاجی عبدالکریم نگران) حاجی ملک گل مہر۔ ملک محمد صدیق عتیق۔ محمد ظفر اقبال پاشا۔ صوفی ظہور احمد اور حافظ مہر محمد

۲۔ تنظیمی کمیٹی گوجرہ شہر۔ حکیم بشیر احمد (نگران شیخ غلام مصطفیٰ اور حافظ محمد امین۔

۳۔ تنظیمی کمیٹی حلقہ پیر محل ورجانہ:۔ مولانا قاری عبدالقادر حامد (نگران) صوفی منظور احمد اور مولانا ہدایت اللہ۔

۴۔ تنظیمی کمیٹی حلقہ بھلور۔ مولانا محمد امین ربانی (نگران) اور قاری محمد انور

۵۔ تنظیمی کمیٹی حلقہ کمالیہ:۔ حاجی غلام رسول (نگران

قاضی ولیداد

قاضی ولیداد صاحب جو موضع نہر عسلانہ الائی سکے رہنے والے تھے گذشتہ دن اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ ان کی عمر اسی سال کے لگ بھگ تھی۔ آپ کی تمام عمر اشاعت توحید میں گذری اور مجاہدانہ کارناموں سے آپ کی زندگی لبریز ہے۔

متحدہ قوت سے شرپسندوں کے اسلام دشمن منصوبوں کو ناکام بنا دیا جائے

مولانا زاہد الراشدی

مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۸ء سے ۱۹ دسمبر ۱۹۷۸ء

مرکزی جمعیۃ علماء اسلام نے فیصل آباد کا تفصیلی تنظیمی دورہ کیا اس دورہ میں ضلع فیصل آباد کی تنظیمی کمیٹی کے سربراہ مولانا عزیز الرحمٰن انوری، ضلعی ناظم عمومی مولانا عابد نعیم صاحب ضلعی ناظم اوّل قاری عبد القادر حامد صاحب اور ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام فیصل آباد عبد الحمید بھی مولانا کے ہمراہ رہے۔

۱۷ دسمبر کو مولانا آٹھ بجے شب جڑانوالہ تشریف لائے مرکزی جامع مسجد جڑانوالہ میں تحریک اصلاح معاشرہ کے تحت قومی اتحاد کی طرف سے منعقدہ ایک جلسہ عام سے خطاب فرمایا مسجد سامعین سے کھچا کھچ بھری ہوتی تھی مولانا کی آمد پر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر نظام مصطفٰے زندہ باد قومی اتحاد زندہ باد مفتی محمود زندہ باد اور دیگر نعروں سے مسجد گونج اٹھی۔ مولانا سے قبل مولانا عابد نعیم اور مولانا اختر صدیقی صاحب نے بھی جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔ ان کے بعد مولانا زاہد الراشدی صاحب نے خطاب فرمایا اور عوام کو بتایا کہ قومی اتحاد کے قائدین نظام مصطفٰے کے وعدہ کو پورا کریں گے۔ لیکن ہمیں ہر سطح پر اپنے طور پر بھی فرداً فرداً اپنی اصلاح کرنی چاہئے اس طرح اسلام کے عادلانہ نظام کے راستہ میں روڑے اٹکانے والے شیاطین خود بخود ناکام ہو جائیں گے۔ اور انشاء اللہ بہت جلد اس ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کی برکت سے عوام خصوصاً غریب شہری فرق محسوس کریں گے اور چین سے زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم ہوگا اس مقصد کے لئے ہر مسلمان کو نیک بصیرت قیادت (قائد انقلاب اسلامی مفتی محمود) کا بھرپور طریقہ سے ساتھ دینا چاہئے اور متحدہ قوت سے شرپسندوں کے اسلام دشمن منصوبوں کو ناکام بنا دیا جائے۔

جلسہ عام کے بعد ڈاکٹر غلام محمد ڈاکٹر محمد یسین کلسی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام جڑانوالہ کی رہائش گاہ اسلام پورہ (عوامی دواخانہ) پر علماء اسلام کے ایک بہت بڑے تنظیمی اجتماع سے رکن سازی کی اہمیت طریق کار اور تنظیمی امور پر مفصل بیان فرمایا اور کارکنوں پر زور دیا کہ زیادہ سے زیادہ فوائد رکن سازی کر کے جمعیۃ اور قومی اتحاد کو مضبوط اور فعال بنائیں اس کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ رات بارہ بجے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب انوری کے ہمراہ فیصل آباد میں مولانا کی رہائش گاہ سنت پورہ پہنچے۔ صبح ۱۸ دسمبر کو مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کے ہمراہ ایک بااثر معزز کاروباری شخصیت میاں محمد شفیع سے ملاقات ہوئی میاں صاحب نے قائد جمعیۃ و اتحاد مولانا مفتی محمود کی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے جمعیت میں شمولیت کا وعدہ کیا۔ گیارہ بجے تاندلیانوالہ پہنچے۔ مسجد بلال میں جماعتی کارکن جمع تھے۔ مولانا نے رکن سازی اور تنظیمی امور پر بات چیت کی بعد دوپہر سمندری پہنچے۔ سمندری میں رانا عزیز احمد امیر تحصیل سمندری کی رہائش گاہ پر تحصیل سمندری کے کارکن بہت بڑی تعداد میں جمع تھے مولانا نے رکن سازی کی اہمیت طریق کار اور مقصد پر اور اسکے فوائد پر مفصل بیان فرمایا اور زیادہ سے زیادہ رکن سازی پر زور دیا۔ سمندری جمعیت کی طرف سے قومی اتحاد کے سابقہ صوبائی امیدوار رانا نصیر الدین حیدر اس تنظیمی قافلہ کو اپنے علاقہ کے دورے پر لے گئے۔ بعد ازاں شام کو یہ تنظیمی قافلہ زد فہد گوجرہ پہنچا۔ مرکزی جامعہ مسجد میں مولانا محمد اسلم صاحب حکیم بشیر احمد صاحب

سینکڑوں کارکنوں کے ہمراہ موجود تھے۔ عشاء کے بعد تنظیمی کمیٹی فیصل آباد کا اجلاس زیر صدارت مولانا زاہد الراشدی صاحب منعقد ہوا جس میں کنوینر سرگودھا ڈویژن مولانا محمد عمر صاحب لودھیانوی ضلع فیصل آباد کی تنظیمی کمیٹی کے سربراہ مولانا عزیز الرحمٰن انوری۔ ڈاکٹر محمد یسین کلسی اور احمد یعقوب صاحب رکن تنظیمی کمیٹی نے شرکت کی

۱۹ دسمبر ۱۹۷۸ء صبح کو نماز فجر کے بعد مولانا نے مرکزی جامع مسجد گوجرہ میں درس قرآن پاک دیا۔ حکیم بشیر احمد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام کے ہاں ناشتہ کے بعد تنظیمی وفد ٹوبہ ٹیک سنگھ روانہ ہوا اور دس بجے ٹوبہ پہنچ گیا۔ ٹوبہ میں جمعیۃ کا تنظیمی اجلاس نہیں ہو سکا صرف جمعیۃ طلباء اسلام کی تقریب حلف وفاداری میں شرکت ہو سکی مولانا نے جمعیۃ طلباء اسلام کے قیام کی وجہ ضرورت اور اسکے نتائج پر مفصل بیان فرمایا۔ اور عہدیداران سے حلف لیا۔ بعد دوپہر کمالیہ پہنچے۔ مولانا اختر صدیقی صاحب بھی ہمراہ تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن بہت بڑی تعداد میں جمع تھے مولانا زاہد الراشدی صاحب نے رکن سازی کی اہمیت اور طریق کار اور اس کے فوائد پر بیان فرمایا اور تنظیمی دورہ ختم ہوا بعد ازاں مولانا زاہد الراشدی صاحب گوجرانوالہ واپس تشریف لے گئے۔ اور فیصل آباد کے حضرات فیصل آباد شب آٹھ بجے واپس پہنچ گئے۔

فیصل آباد

جمعیۃ علماء اسلام فیصل آباد کے امیر مولانا عزیز الرحمٰن انوری ناظم عمومی مولانا محمد سعید لدھیانوی نے اپنے مشترکہ بیان میں فیصل آباد کے عموماً ملک بھر کے تاجر اور زمیندار طبقہ سے اپیل کی ہے کہ وہ جمعیۃ علماء اسلام میں زیادہ سے زیادہ شامل ہو کر جمعیۃ کو فعال اور مضبوط بنانے میں ہماری مدد کریں قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی صاحب نے جمعیت کی طرف سے مرکزی کابینہ میں دو زمیندار (میر صبح صادق اور حاجی فقیر محمد خان) اور ایک تاجر حاجی محمد زمان خان اچکزئی کو نامزد کر کے عملاً یہ ثابت کر دیا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام صرف علماء ہی کی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ زندگی کے ہر شعبہ زندگی کی ترجمان ہے۔ اور اس میں ہر طبقہ کے لئے سیاسی ترقی کے مواقع موجود ہیں۔ اب جب کہ جمعیۃ علماء اسلام اپنی نئی ممبر سازی کی مہم ۱۴ اکتوبر سے شروع کر چکی ہے ہمیں امید ہے کہ ملک بھر سے خصوصاً فیصل آباد کے تاجر اور زمیندار طبقہ سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمعیۃ میں شامل ہو کر اس کو ایک مؤثر سیاسی قوت بنانے میں مدد دیں گے۔

جمیعۃ علماء اسلام غریب عوام کے حقوق کیلئے اپنی جدوجہد جاری رکھیگی، حسین احمد

ضلع کوئٹہ کے نئے تنظیمی کمیٹی نے کنوینیز کے ناموں کا اعلان کر دیا۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع کوئٹہ کے کارکنوں کا اجلاس ضلعی تنظیمی کمیٹی کے صدر حافظ حسین احمد کی صدارت میں منعقد ہوا اجلاس سے تنظیمی کمیٹی بلوچستان کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام اور غریب عوام کے حقوق کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی انھوں نے کہا کہ بلوچستان کے عوام جمعیۃ علماء اسلام میں جوق در جوق شامل ہو رہے ہیں انھوں نے کارکنوں کو تلقین کی کہ وہ جمعیۃ علماء اسلام کی رکنیت سازی کی مہم کو کامیاب بنائیں، جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے سیکرٹری اطلاعات حافظ حسین احمد جو تنظیمی کمیٹی ضلع کوئٹہ کے کنوینر بھی ہیں انھوں نے ضلع کوئٹہ کے لئے مندرجہ ذیل کنوینیز مقرر کئے ہیں کوئٹہ چھاؤنی مولانا محمد عبد القادر ڈیروی، ایبہ ترخہ، کلی شیخان، ملک قاسم روڈ، حاجی غیبی روڈ شارع افغانان، مولانا نیاز محمد درانی، نواں کلی حاجی پیر محمد ناصر، کیچی بیگ، مولوی اللہ بخش، شاہدرہ عبد الغفور خان درانی، اغبرگ، عبد الرحیم ہتہ، اوڑک سوریخ، اللہ داد خیر خواہ، کلی اسماعیل، مولانا محمد رحیم، بدہ شہر مولانا رحمت اللہ، اسماعیل کالونی، مولانا حسین احمد شروری، کلی شموزئی، کلی خلی ڈیرہ، مولانا عبد الصمد، کلی گل محمد، شیخ ماندہ حاجی شاہ محمد پشتون آباد، مولوی نور محمد، کلی شابو، کلی عالمو محمد قاسم بابی، جیو جدید مولانا عبد الوہاب، پوسٹ آفس کالونی مولانا غلام سرور، سنگل حاجی ولی محمد، چشمہ باچہ زئی حاجی عبد العزیز، کوئٹہ سٹی بازار محمد رفیق اور طفیل بھٹی۔ تیل گودام مولوی عبد الرزاق، کلی سرا غرگی حاجی امین اللہ، میکانگی روڈ حاجی جان محمد، مری آباد قاری محمد اسلم، ریلوے کالونی قاری عبد الرحمٰن لور کاریز قاری عبد الحق حقانی، بلوچی سٹریٹ حافظ خلیل احمد جان محمد، کواری روڈ مولوی عبد الوحد توحیدی۔ پشتون آباد مولوی فیض اللہ، سرآب مل ایریا مولوی شریف اللہ، وحدت کالونی حافظ عبد الخالق۔

وزیر بلدیات کا دورہ صوبہ سرحد

پشاور۔ وزیر بلدیات و دیہی ترقی الحاج محمد زمان خان اچکزئی نے دورہ صوبہ سرحد کے دوران مختلف مکاتب فکر کے وفود کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔ اور ان کے مسائل پر ہمدردانہ غور کیا۔ اور انہیں یقین دلایا کہ حکومت اپنی وسائل کے مطابق ان کے مسائل حل کرنے میں پس و پیش سے کام نہیں لے گا۔ اس دورہ میں ان کے ہمراہ جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر مولانا سید محمد ایوب جان بنوری و صوبائی ناظم عمومی صاحبزادہ عبد الباری جان و جمعیۃ علماء اسلام ضلع پشاور کے امیر مولانا عزیز الرحمٰن موجود تھے۔ مختلف مقامات پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں نے دیگر جماعتوں سے استعفیٰ دے کر جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ حاجی محمد زمان خان اچکزئی کو جمعیۃ علماء اسلام پشاور نے دار العلوم سرحد میں استقبالیہ دیا۔ اس سے قبل انھوں نے ضلع پشاور کے افسروں کے ساتھ سیکرٹریٹ میں ملاقات کی اور اُن کو موجودہ حالات کے مطابق کام کرنے کی ہدایات کیں۔ پشاور میونسپل ہال میں پشاور شہریوں کی طرف سے اُن کو سپاسنامہ پیش کیا گیا جس میں بلدیات کے آفیسر موجود تھے۔ پشاور سے فارغ ہو کر مردان گئے مردان میں بلدیہ اور قومی اتحاد کی طرف سے اُن کو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ مردان کے بعد مالاکنڈ ایجنسی روانہ ہوئے راستہ میں شیر گڑھ کے مقام پر لوگوں نے اُن کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر انھوں نے شیر گڑھ کا معائنہ کیا۔ بعد ازاں انھوں نے سخا کوٹ میں ہوٹل کے مقام صاحبزادہ خالد جان کے ہاں رات بسر کی۔ وہاں پر انھوں نے مالاکنڈ ایجنسی کے افسروں کی موجودگی میں حاضرین سے خطاب کیا۔ اس مقام پر کافی تعداد میں قومی اتحاد اور بالخصوص جمعیۃ علماء اسلام سے منسلک کارکنوں سے خطاب کیا۔ پھر آپ وہاں سے روانہ ہو کر ضلع سوات روانہ ہوئے۔ لنڈاکی کے مقام پر جمعیۃ علماء اسلام اور قومی اتحاد کے کارکنوں نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ اور موٹروں کے جلوس میں مینگورہ روانہ ہوئے مینگورہ میں انہوں نے قومی اتحاد کے کارکنوں اور مقامی آفیسروں سے خطاب کیا۔ یہاں پر حاجی شیرزادہ نے اُن کے اعزاز میں ایک پُر تکلف دعوت دی۔ جس میں سوات کے مقامی حکام موجود تھے۔ صبح حاجی سلطان یوسف نے چائے کی دعوت دی۔ رات کو جمعیۃ علماء اسلام کے ایک پرہجوم وفد نے ان سے ملاقات کی۔ صبح آپ ضلع دیر روانہ ہوئے۔ جگہ جگہ آپ کے استقبال کے لئے لوگ جمع تھے تیمرگرہ کے مقام پر جمعیۃ علماء اسلام ضلع تیمرگرہ نے مقامی حکام کے موجودگی میں آپ کو قاضی عبد السلام نے سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں مقامی مسائل اور مطالبات کا ذکر کیا گیا تھا۔ تالاش کے مقام پر وہاں کے لوگوں نے پرجوش استقبال کیا اور ان کو پشتو میں ایک منظوم سپاسنامہ پیش کیا گیا تالاش سے فارغ ہو کر آپ اوچ میں تجمل خان قیام گاہ پر لوگوں سے خطاب کیا۔ اور تجمل خان نے ان کے اعزاز میں ایک پر تکلف ظہرانہ دیا۔ تھانہ کے مقام پر امیر جمعیۃ علماء اسلام ایجنسی مالاکنڈ عبد الہاشم خان کے مکان پر حاضرین سے خطاب کیا۔ اور انھوں نے مشروبات سے اُن کی ضیافت کی۔ یہ دورہ انتہائی کامیاب رہا۔ ایجنسی مالاکنڈ میں کوٹ میانہ آگرہ کے مقامات پر جو انتہائی دشوار گذار پہاڑوں کے بیچ میں واقع ہیں بس میں ہلاک شدگان کے وارثوں سے ملاقاتیں کیں۔ اور فاتحہ خوانی کی۔ اس دورہ میں مختلف مقامات پر کافی تعداد میں لوگ جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہوئے اور ۶ اکتوبر کو یہ دورہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔

قاری نور الحق قریشی کا خطاب

گذشتہ دنوں جامع مدرسہ تعلیم القرآن محلہ مومن پورہ (دھوبی گھاٹ) جھنگ صدر کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے اجتماع سے جمعیۃ علماء اسلام

پنجاب کے جنرل سیکرٹری قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ نے خطاب فرمایا۔

انھوں نے کہا کہ آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے بھی روشناس کرائیں تاکہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی فلاح و بہبود حاصل ہو۔ آپ نے قومی اتحاد کے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔ اب وہ اپوزیشن میں نہیں بلکہ انکی اپنی حکومت ہے وہ پسے ہوئے مصیبت زدہ عوام کے کام کریں ان کی ہر ممکن امداد کے لئے سرگرم عمل ہوں افسران اور انتظامیہ سے رابطہ اور ان کی نگرانی کریں ان میں جو بد کردار لوگ ہیں ان کی لسٹیں تیار کریں لیکن یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اگر آج پیپلز پارٹی کی غلط کاریوں کا قرطاس ابیض شائع ہو سکتا ہے تو کل آپ کے بارے میں بھی قرطاس ابیض کی اشاعت ہو سکتی ہے۔ اس لئے آپ اپنے میں اور پیپلز پارٹی میں فرق پیدا کریں۔ انتظامیہ کو متنبہ کیا کہ وہ اپنے آپ کو درست کریں اب وقت آگیا ہے کہ ان کی بے راہ رویوں کا نوٹس لیا جائے۔ خصوصاً جن افسران نے تحریک نظام مصطفیٰ کے شہداء پر ظلم و تشدد روا رکھا تھا وہ اپنے انجام بد سے نہ بچ سکیں گے۔

آپ نے نظام مصطفیٰ کے لئے چلائی گئی تحریک پر ہر طبقۂ فکر کے عوام اور شہداء کو زبردست خراج تحسین پیش کیا

ہری پور ہزارہ کے وفد کی مفتی صاحب سے ملاقات

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ جمعیت علماء اسلام نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا ہے اور آئندہ بھی حق و صداقت کا پرچم بلند رکھے گی انھوں نے کہ کہ قومی اتحاد نے اسلامی نظام کے نفاذ، جمہوریت کی بحالی اور آزادانہ و منصفانہ انتخابات کے انعقاد کے لئے حکومت میں شمولیت اختیار کی ہے وہ جمعیت علماء اسلام ضلع ایبٹ آباد کے عہدیداروں کے وفد سے باتیں کر رہے تھے جس نے کمبائنڈ ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں ان سے ملاقات کی تھی اس وفد میں مولانا حکیم عبد الرشید انور مولانا فضل رازق مولانا غلام ربانی، ڈاکٹر علی مردان فخر الزمان خان مولانا عبد الحلیم اور پروفیسر سید شیرازی ایڈووکیٹ شامل تھے۔

مولانا مفتی محمود نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ عوام کی خدمت کے لئے متحد رہیں اور جمعیت علماء اسلام کی رکن سازی کی طرف توجہ دیں۔ اس کے بعد یہ وفد وزیر صحت میر صبح صادق کھوسو اور وفاقی وزیر بلدیات و دیہی ترقی محمد زمان خان اچکزئی سے ملا اور ہری پور ہزارہ کے دورے کی دعوت دی۔

اجلاس

ہری پور ہزارہ جمعیت علماء اسلام کھلابٹ ٹاؤن شپ کے کارکنوں کا انتخابی اجلاس مولانا حکیم عبد الرشید انور کی صدارت سیکٹر نمبر ۲ میں منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے مولانا غلام ربانی امیر، ملک غلام حیدر و مقبول احمد نائب امیر مولانا عبد الوہاب ناظم اعلیٰ، ڈاکٹر علی مردان۔ مولانا عبد الحکیم نائب ناظم۔ فخر الزمان خان خزانچی صفدر الزمان کو ناظم نشر و اشاعت چن لیا گیا اس سے قبل جمعیت علماء اسلام ضلع ایبٹ آباد کے راہ نماؤں مولانا فضل رازق پروفیسر سید مجتبیٰ شاہ شیرازی ایڈووکیٹ۔ محمد یوسف خان تنولی ایڈووکیٹ نے خطاب کرتے ہوئے جمعیت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ مولانا حکیم عبد الرشید انور اپنی تقریر میں متاثرین تربیلہ ڈیم کے مسائل کو حل کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ واپڈا کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے متاثرین بدحالی کا شکار ہوئے ہیں۔ انھوں نے انتظامیہ سے مطالبہ کیا تربیلہ ڈیم کے متاثرین کو صنعتی اداروں میں مؤثر نمائندگی دی جائے

کہروڑ پکا

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں کے ناظم اعلیٰ محمد شریف نعمانی نے ایک بیان میں نئی وفاقی کابینہ تشکیل پر اظہار مسرت کیا۔ اور قومی اتحاد کی حکومت میں شمولیت کا خیر مقدم کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک میں جلد از جلد اسلامی اقدار کا نفاذ کیا جائے اور ریڈیو ٹی وی سے فحش پروگرام فوراً بند کئے جائیں انہوں نے اشیاء صرف کی قلت اور مہنگائی پر اظہار تشویش کیا اور حکومت سے مہنگائی پر کنٹرول کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے بدامنی پھیلانے پر پی پی پی کی مذمت کی اور شر پسندوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔

شمولیت

گذشتہ دنوں نوشکی کی چند با اثر شخصیتوں نے جمعیت میں شمولیت اختیار کی ہے اور انہوں نے جمعیت کے رہنماؤں کو اپنے تعاون کا پورا یقین دلایا جن حضرات نے جمعیت میں شمولیت اختیار کی ہے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ الحاج سید سرور شاہ صاحب۔ حاجی محمد اکبر صاحب۔ حاجی میر آزاد خان صاحب بادینی۔ حاجی عرض محمد بادینی۔ عبد الغنی صاحب۔ جناب میر کمال خان صاحب جناب داد کریم صاحب مینگل۔

جمعیۃ علماء اسلام کا انتخاب نو

جمعیۃ علماء اسلام قصبہ راہوالی میں زیر صدارت ڈاکٹر غلام محمد صاحب ناظم عمومی ضلع گوجرانوالہ ایک انتخابی اجلاس منعقد ہوا با اتفاق رائے مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا

۱۔ امیر:۔ چوہدری محمد صادق صاحب

۲۔ نائب امیر:۔ حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب

۳۔ ناظم عمومی۔ (سیکرٹری جنرل) جناب قاری نور محمد صاحب

۴۔ ناظم: (جائنٹ سیکرٹری) جناب محمد اشرف صاحب زرگر۔

۵۔ خزانچی: جناب میاں [illegible] کوثر صاحب دوکاندار۔

۶۔ سالار: حافظ محمد حنیف صاحب

۷۔ آفس سیکرٹری: جناب قاری عبد الحمید صاحب

صاحب صدر صوفی حسین احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے متحد ہو جانے اور منظم ہونے پر زور دیا۔

شمولیت

فیصل آباد کے ممتاز عالم دین مولانا محمد انور حکیم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔ مولانا کی شمولیت پر قاری نور الحق قریشی مولانا نور احمد مظاہری مولانا عزیز الرحمٰن مولانا محمد عابد نعیم مولانا احمد سعید لودھیانوی اور قاری عبد القادری ناظم ضلع فیصل آباد نے مولانا کو خوش آمدید کہا

دار العلوم اور مسائل

اس عنوان کے تحت ہم روزمرہ کے مسائل پر مراسلات شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر کے نام خطوط خوشخط جامع مختصر اور صفحہ کے ایک جانب تحریر ہونے چاہئیں۔ ایسے مراسلے شامل اشاعت نہیں ہوں گے جو کاغذ کے ہر دو اطراف طویل اور جن پر مراسلہ نگار کا مکمل پتہ نہیں ہوگا۔ مراسلات اس پتہ پر بھیجیں: شعبہ دار العلوم و مسائل ہفت روزہ ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور

سوہدرہ میں طائفوں کا ناچ

آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے حکامِ بالا پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے تو سوہدرہ ڈکیتی کیس میں ڈاکوؤں نے مظلوم گھرانہ میں ڈاکہ ڈال کر عصمت اور روپیہ سونا اور گھر کا سامان لوٹا۔ خدا کا شکر کہ سوہدرہ ڈکیتی پکڑی گئی، اب نئی بات جو سوہدرہ میں ہو رہی ہے، وہ یہ ہے کہ "بڑے لوگوں" کی بیاہ شادیوں پر "بڑے لوگ" طوائفیں نچوا کر "خدمتِ خلق" کر رہے ہیں اور طوائفیں ہزاروں روپے "لوٹ" کر روانہ ہو جاتی ہیں۔ یہ کام یکے بعد دیگرے ہو رہا ہے... حالانکہ آج کل موجودہ حکومت نظامِ مصطفےٰ نافذ کرنے کی طرف گامزن ہے۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ کیا یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ موجودہ حکومت کو بدنام کیا جائے اور لوگوں کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ موجودہ حکومت فحاشی، بدمعاشی اور غنڈہ گردی کی سرپرستی کر رہی ہے۔

اے سی صاحب، اے ایس پی وزیر آباد، ڈی۔سی گوجرانوالہ اور سوار خاں صاحب گورنر پنجاب سے استدعا ہے کہ اس برائی کا سدِ باب کیا جائے۔ ڈائری والا سپاہی روزانہ ڈائری دیتا ہے کیا متعلقہ تھانے کو یہ رپورٹیں مسلسل نہیں مل رہیں؟

آئی جی پنجاب جناب حاجی حبیب الرحمٰن سے ہم اپیل کرتے ہیں کہ سوہدرہ میں پولیس کی چوکی قائم کریں تاکہ ان برائیوں کا خاتمہ ہو اور شریف شہری سکھ کا سانس لیں۔

(سید حسن پیر، حافظ عبدالوحید ایڈووکیٹ، خالد محمود ایڈووکیٹ، سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ)

اسلامی نظام کے نفاذ سے قبل علیحدگی کیوں؟

مکرمی! میں آپ کے معروف جریدے کی وساطت سے جمعیۃ علماء پاکستان کے راہنما مولانا شاہ احمد نورانی سے یہ سوال کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ جنابِ والا، آپ بظاہر تو نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ کے مطالبے کے بہت بڑے داعی ہیں۔ آپ کی جماعت کا بنیادی نعرہ بھی یہی ہے، الحمد اللہ، یہ ایک اچھا جذبہ ہے مگر یہ بتایئے کہ آپ نے اسی مقصد کے تحت نو سیاسی جماعتوں پر مشتمل ایک جماعت قومی اتحاد کے نام سے جو بنائی گئی اس میں شمولیت اختیار کی اور بھرپور کام بھی سرانجام دیا، بڑے جلسوں سے خطاب کیا، بڑے بڑے جلوسوں کی قیادت فرمائی، اور اسی پلیٹ فارم پر تحریک چلی، آپ نے بھی بھٹو دور میں جیل کاٹی دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ ہاتھ میں ہاتھ ملائے متحد رہنے کے وعدے کیے، مگر یہ بات ناقابلِ فہم ہے کہ اصغر خان کے اتحاد سے جانے کے بعد آپ بھی ایک دم تمام باتوں کو فراموش کرتے ہوئے اتحاد سے چلے گئے۔ آپ کو یہ بھی عجلت میں یاد نہ رہا کہ آپ کس نیک اور متبرک مقصد کی خاطر اکٹھے ہوئے تھے اور منزلِ مقصود سے قبل ہی علیحدہ ہو گئے...

آپ نے شہدا کے مقدس خون کی بھی لاج نہ رکھی، جنہوں نے آپ کے اعلان پر عظیم قربانیوں سے بھی انکار نہ کیا اور آپ سے صرف متحد رہنے کی اپیل کی جس پر آپ راضی نہ ہوئے۔

آخر وہ کون سی وجوہات ہیں جن کی خاطر آپ علیحدہ ہو گئے۔ کیا اس وقت قومی اتحاد ملکی سلامتی کے خلاف کام کر رہا ہے یا ملک کو اس وقت موجودہ نازک صورتِ حال کے پیشِ نظر اتحاد کی سخت ضرورت نہیں، کیا مارشل لاء حکومت اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف خلوصِ نیت سے بتدریج آگے نہیں بڑھ رہی۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ ماضی میں طویل مدت کے عرصہ میں اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ سابقہ حکومتیں اتنی بھی نہ بنا سکی جتنی موجودہ حکومت نے گھمبیر حالات میں مختصر وقت میں اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ ہموار کی ہے اور مزید عملی اقدام کر رہی ہے۔ کیا جنرل ضیاء الحق صاحب خلوصِ نیت سے ملک کو بحران سے نکالنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ کیا اسلامی نظام کے نفاذ میں قومی اتحاد ان تھک کوشش نہیں کر رہا اور اسی منفیہ مقصد کے پیشِ نظر موجودہ حکومت سے تعاون کر رہا ہے کیا اس سے مثبت نتائج نہیں نکل رہے۔

اگر یہ سب صحیح ہے تو آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے اسلامی نظام کے نفاذ سے قبل علیحدگی کیوں اختیار کی؟ اور اگر آپ عجلت میں جذباتی ہو کر چلے بھی گئے تو اب جب کہ قائدینِ اتحاد آپ کو واپس آنے کی پُر خلوص دعوت دے رہے ہیں تو آپ فراخدلانہ ثبوت پیش کرتے ہوئے دوبارہ اتحاد میں شامل کیوں نہیں ہو جاتے؟

(حفیظ الرحمٰن، دیتوری، دین پور کالونی، متصل مکی مسجد، خان پور، ضلع رحیم یار خان)

باجپائی کا شرانگیز بیان:

گذشتہ دنوں بھارتی وزیر خارجہ نے لوک سبھا میں جو بیان دیا ہے وہ انتہائی افسوسناک اور پاکستانی عوام کے لئے ایک چیلنج ہے۔ مسٹر باجپئی نے یہ بیان دے کر پاکستانی عوام کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے بھارتی وزیر خارجہ نے پاکستان اور اقوام متحدہ دونوں کی توہین کی ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بھارت پاکستان کے ساتھ ایک طرف دوستی کا خواہش مند ہے۔ جبکہ دوسری جانب زہریلے بیان دے کر کشمیریوں کے حقِ خود ارادیت کا مذاق اڑا رہا ہے کشمیری عوام کی جدوجہد اس وقت جاری رہے گی۔ جب تک کشمیر آزاد نہیں ہو جاتا۔ اس وقت دنیا کا کوئی شخص بھارت کی ہٹ دھرمی کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ بھارت اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق مقبوضہ کشمیر میں رائے شماری کرانے کا پابند ہے۔

میں آخر میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق سے گذارش کرونگا کہ وہ مسٹر باجپئی کے بیان کا نوٹس لیں۔ اور کشمیر کے بارے میں حکومت کے موقف کا ایک بار پھر اعادہ کریں۔

فضل محمد عثمانی صرافہ بازار
ڈیرہ اسمٰعیل خاں شہر

طلباء کی سرگرمیاں

مرتبہ: عبدالخالق ندیم

۱۲ ربیع الاوّل کو اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان نہ کیا گیا تو ہم متبادل راستہ اختیار کریں گے۔

★ ——— قائد طلباء میاں محمد عارف

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان صوبہ پنجاب کے انتخابات مکمل ہو گئے۔

۹-۱۰ فروری بمطابق ۱۱-۱۲ ربیع الاوّل کو مرکزی انتخاب کے موقع پر عظیم الشان اجتماع منعقد ہوگا۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر میاں محمد عارف صاحب نے جمعیۃ کے صوبائی انتخاب کے موقع پر طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں نہ لایا گیا تو ہم متبادل راستہ اختیار کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ نوجوانوں کے خون کا سودا نہیں ہونے دیں گے جنہوں نے اس نظام کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور لاٹھیوں کے سایہ تلے نعرۂ حق بلند کیا۔ جنہوں نے جیل کی تاریک کوٹھڑیوں کو زینت بخشی اور بیڑیوں کو اپنا زیور بنایا۔ وہ مائیں جنہوں نے اپنی گودیں اجاڑیں۔ وہ باپ جنہوں نے اپنے بیٹوں کا خون اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہ بچے جو سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ میں ان تمام مجاہدین کو نذرانۂ عقیدت پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر اسلامی نظام کے لئے راہ ہموار کی اور ان شاء اللہ ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ علاوہ ازیں قائد طلباء نے مفتی محمود صاحب کی مساعی کو خراج تحسین پیش کیا جو انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں کیں۔

صوبائی قیادت:

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان صوبہ پنجاب کی منتخب مجلس عمومی کے کارکنوں کا اجلاس قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت قائد طلباء میاں محمد عارف صاحب نے فرمائی اور الیکشن کمشنر کے فرائض جناب جاوید ابراہیم پراچہ نے سرانجام دیئے۔ انتخاب میں طلباء نے بڑے ذوق سے حصہ لیا۔ اس صوبائی انتخاب میں مندرجہ ذیل عہدہ داران متفقہ طور پر پنجاب کی مجلس عاملہ کے رکن منتخب کئے گئے:-

صدر :	ظہیر میر۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور
نائب صدر :	ملک خلیل احمد اعوان، گورنمنٹ کالج، لاہور
〃 〃 دوم :	شیخ محمد اکبر، گورنمنٹ کالج، جہلم
ناظم عمومی :	عبدالخالق ندیم، اسلامیہ کالج، سول لائنز لاہور
ناظم :	صاحبزادہ محمد اکمل، قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور
〃 دوم :	خضر حیات، گورنمنٹ کالج، فیصل آباد
〃 نشریات :	ظفر یاسین بٹ، گورنمنٹ کالج، گوجرانوالہ
خازن :	قاری محمد اختر، دارالعلوم شجاع آباد

صوبائی مجلس عاملہ کا اجلاس:

۲۹ دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ، جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، صوبہ پنجاب کی نو منتخب مجلس عاملہ کا اجلاس مرکزی دفتر میں منعقد ہوا جس کی صدارت کے فرائض جناب ظہیر میر صدر جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب نے سرانجام دیئے۔ اجلاس میں آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ علاوہ ازیں تنظیمی امور زیر بحث آئے اور جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی انتخاب کے موقع پر ہونے والے عظیم الشان اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے بعض امور زیر بحث آئے، جس کے لئے مندرجہ ذیل صوبائی عہدیداران پورے پنجاب کا دورہ کریں گے۔ بعض جگہ پر قائدین مرکزیہ تشریف لے جائیں گے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

راولپنڈی ڈویژن:

ضلع اٹک — ۱۳-۱۴ جنوری
شیخ محمد اکبر صاحب، قاری شمس الحق مشتاق صاحب

ضلع راولپنڈی — ۱۵ جنوری
شیخ محمد اکبر صاحب، قاری شمس الحق مشتاق صاحب

〃 جہلم — ۲۱ جنوری
شیخ محمد اکبر صاحب، قاری شمس الحق مشتاق صاحب

〃 گجرات — ۱۰ جنوری
شیخ محمد اکبر صاحب، قاری شمس الحق مشتاق صاحب

لاہور ڈویژن:

〃 گوجرانوالہ — ۱۸-۱۹ جنوری
ندیم اقبال اعوان، ظہیر میر صاحب
ظفر یاسین بٹ

〃 لاہور — یکم فروری تا اجتماع

ندیم اقبال اعوان صاحب
عبدالخالق ندیم

ضلع سیالکوٹ ٢٥-٢٦ر جنوری
ظہیر میر صاحب،
ظفر لیسین بٹ

" شیخوپورہ ١٩ر جنوری
محمد ادریس صاحب - خالد محمود ٹیپو

" قصور ٢٥ر جنوری
عبدالخالق ندیم

ملتان ڈویژن :

" ڈیرہ غازی خان ٢٢ر جنوری
قاری محمد اختر صاحب، افضل صفا صاحب

" مظفر گڑھ ١٩ر جنوری
قاری محمد اختر صاحب، افضل صفا صاحب

" ساہیوال ٣٠ر جنوری
محمد ادریس - حافظ محمد اکرام

" ملتان ٢٤ر جنوری
ندیم اقبال اعوان صاحب
قاری محمد اختر

سرگودھا ڈویژن :

" سرگودھا ٢١ر جنوری
ظہیر میر صاحب - خضر حیات

" میانوالی ٢٠ر جنوری
خضر حیات

" فیصل آباد ١٧ر جنوری
خضر حیات

" جھنگ ٢٥ر جنوری
خضر حیات - اقبال شیروانی

بہاولپور ڈویژن :

" بہاولنگر ٢٧-٢٨ر جنوری
ندیم اقبال اعوان - ظہیر میر

" بہاولپور ٢٩ر جنوری
میاں محمد اکمل قادری

" رحیم یار خان ٣٠ر جنوری
ملک خلیل اعوان

بہاولپور ڈویژن میں ندیم اقبال اعوان، ظہیر میر، میاں محمد اکمل قادری، ملک خلیل اعوان دورہ کریں گے۔

مرکزی انتخاب و
عظیم الشان کنونشن :

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی انتخابات ٩-١٠ر فروری مطابق ١١-١٢ر ربیع الاول منعقد ہو رہا ہے۔ اس موقع پر دو روزہ عظیم الشان کنونشن منعقد کیا جائے گا جس میں چاروں صوبوں کے طلباء کثیر تعداد میں شرکت کر رہے ہیں۔ اس کنونشن میں علماء، فضلاء، ادباء، وکلاء، طلباء اور مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں۔ اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے صوبہ پنجاب کو خصوصاً اور دیگر صوبوں کو بالعموم مرکز کی طرف چند ایک کام سونپے جا رہے ہیں۔ دیواروں پر اجتماع کے بارے میں لکھیں۔ اپنے ضلع کی رپورٹ مفصل طور پر مرکزی دفتر کو ارسال کرتے رہیں اور معاونت سازی کے کام کو تیز کر دیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان
ٹھٹھیڑی :

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان ٹھٹھیڑی کا ایک انتخابی اجلاس زیر صدارت مولانا بلال احمد صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل عہدیداران متفقہ طور پر مجلس عاملہ ٹھٹھیڑی کے لئے منتخب کئے گئے :-

سرپرست	:	مولانا حزب اللہ
صدر	:	حافظ محمد اسماعیل
نائب صدر	:	امداد اللہ متین
ناظم عمومی	:	عبدالکریم مینگل
ناظم	:	عبدالرحمٰن کولاچی
" نشریات	:	حافظ محمود الحق
" مالیات	:	اللہ داد ساہوی
" دفتر	:	عبدالخالق راہی

صوبہ سرحد کا
دو روزہ
تربیتی کنونشن

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سرحد کے صوبائی انتخابات کے موقعہ پر دو روزہ تربیتی کنونشن منعقد ہو رہا ہے جس میں قائدینِ مرکزیہ کے علاوہ مولانا **محمد اجمل خان** تشریف لا رہے ہیں۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان صوبہ سرحد کے انتخابات ١١-١٢ر جنوری کو ہو رہے ہیں۔

ایک عظیم الشان خوشخبری

امامِ اعظمؒ ابو حنیفہؒ اکیڈمی، فقیروالی، ضلع بہاولنگر

رضاخانیت ۔ مرزائیت ۔ شیعیت ۔ پرویزیت ۔ منکر حدیث کے خلاف علماء دیو بند کی طرف سے بہت کام ہو رہا ہے، اور باقاعدہ جماعتیں ان کے خلاف کام کر رہی ہیں ۔ مسلک حنفی پر دن رات اعتراضات کرنے والوں کے خلاف ملک بھر میں بہت کام ہوا ہے مگر کوئی ایسا باقاعدہ ادارہ نہیں تھا جو پوری طرح تحریری و تقریری میدان میں انکی گرفت کرے ۔ بحمد اللہ ہمیں یہ شرف حاصل ہے کہ ہم نے ایک باقاعدہ ادارہ قائم کیا ہے جو غیر مقلدین کے جواب میں تحریری و تقریری طور پر کام کر رہا ہے ۔ اگر کہیں بھی کوئی غیر مقلد مناظرے کا چیلنج دے تو پہلے اسے سمجھائیں کہ بھائی یہ لڑائی جھگڑے کا زمانہ نہیں ۔ اگر پھر بھی وہ باز نہ آئے تو ہم سے رابطہ قائم کریں ۔ ادارہ کی طرف سے مندرجہ ذیل کتب شائع ہو کر قبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں ۔ ہر حنفی کے پاس ان کتب کا ہونا نہایت ضروری ہے

۱۔ **بارہ مسائل اکابر علماء اہلحدیث کی نظر میں : قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے**

جرابوں پر مسح ۔ بھینس کی قربانی ۔ جمعہ کی دوسری اذان ۔ نماز جنازہ ۔ نماز میں پاؤں چوڑے کرنا ۔ دوندے کی قربانی ۔ جوتے اتار کر نماز پڑھنا ۔ ننگے سر نماز ۔ طلاق ثلاثہ وغیرہ پر مکمل بحث کی گئی ہے اور غیر مقلدین کے اکابر علماء کے فتویٰ جمع کر دیئے گئے ہیں ۔ یہ کتاب ایک عظیم شاہکار ہے جس نے غیر مقلدین کو سخت پریشان کر دیا ہے

۲۔ **ترک تقلید کے بھیانک نتائج ۔ قیمت : ایک روپیہ** اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ فتنہ مرزائیت ۔ نیچریت ۔ چکڑالویت و منکر حدیث وغیرہ ترک تقلید کی وجہ سے پیدا ہوئے اور تمام خرابیوں و برائیوں کی جڑ ترکِ تقلید ہے ۔

۳۔ **تحقیق مسئلہ تراویح ۔ قیمت ایک روپیہ** اس کتاب میں احادیث سے ثابت کیا ہے کہ بیس رکعت تراویح سنت ہیں ۔ غیر مقلدین کے اکابر خود بیس تراویح کا فتوی دیتے رہے ہیں ۔ آٹھ تراویح کو سنت اور بیس کو بدعت کہنا کہاں تک درست ہے ۔ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے

۴۔ **امام اعظم ابوحنیفہ اپنوں اور غیروں کی نظر میں ۔ قیمت ۱/۲۵** اس کتاب کے شروع میں امام صاحب کے حالات فضائل و مناقب اور آخری صفحات میں اکابر علماء اہلحدیث مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا ابراہیم سیالکوٹی کی طرف سے چند حوالہ جات درج کئے گئے ہیں ۔ ہر دو حضرات نے ثابت کیا ہے کہ امام صاحب کی شان میں گستاخی کرنے سے آدمی مرزائی ہو جاتا ہے اور اس سے نور ایمانی سلب ہو جاتا ہے ۔

زیر طبع کتابیں : ٭ اہل حدیث نام کی الاٹمنٹ ، ٭ تحقیق مسئلہ رفع یدین ٭ فاتحہ خلف الامام
تحقیق مسئلہ آمین بالجہر ٭ غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں ، ٭ غیر مقلدین اور انگریزی خدمات

محمد قاسم قاسمی مدیر امام اعظم ابوحنیفہ اکیڈمی ، فقیروالی ، ضلع بہاولنگر

اپیل

عزت مآب صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق

و دیگر اراکین وفاقی کابینہ

محمد پور سنساراں ایک اہم قدیم و تاریخی قصبہ ہے ، جس کی آبادی **دس ہزار** سے زیادہ ہے ۔ یہاں پر دو مڈل سکول ۔ ایک بہت بڑا دینی ادارہ یونین کونسل کا ہیڈ کوارٹر ، ڈسپنسری کا وجود اس کی اہمیت کی دلیل ہے ۔

لیکن ہم یہ بات انتہائی افسوس اور دکھ کے ساتھ حکام بالا کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ اس قصبہ کو **بجلی** اور **پانی** کی بنیادی سہولت سے محروم رکھا گیا ہے یہاں تک کہ لوگوں کے پرزور اصرار پر واٹر سپلائی سکیم کا ۳/۴ حصہ مکمل کر کے منصوبہ کو کھٹائی میں ڈال دیا گیا ہے ۔ بھٹو حکومت میں یہ اقدام محض اس وجہ سے کیا گیا تھا کیونکہ مولٰنا **محمد شریف وٹو** کا تعلق اسی گاؤں سے ہے ۔

ہم حکومت سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ اس علاقہ میں فوری طور پر بجلی ۔ پانی کی فراہمی پختہ سڑک کی تکمیل اور سیم تھور کا خاتمہ کر کے اہل علاقہ کو مشکور فرمائیں ۔

منجانب : ۔ محمد اصغر وٹو ۔ حاجی محمد حسن وٹو ۔ سیٹھ محمد زمان ۔ حاجی محمد سعید ۔ مولوی عبدالرزاق اکبر علی ۔ محمد اسلم ۔ حکیم محمد شفیع ۔ قاری منظور احمد ۔ حافظ محمد شفیع

اہل محمد پور سنساراں ، تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر